ایاکم والغلو (الحدیث)

الرسالہ

التبصرہ المختصرہ علی المحفوظہ

تحریر:

العاجز الحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر

Facebook Whatsapp No. 03468392475

---------------------------------فہرست---------------------------------

1.	طویل کتاب کا رد چھوٹے رسالے سے.......؟؟ ص	04
2.	مفاد شہرت کے لیے لکھنا.......؟؟ ص	05
3.	بی بی فاطمہ کی اجتہادی خطا اور جلالی اور طاہر الکادری ص	06
4.	اہلبیت پے تقدم ص	09
5.	کیا فدک سے اہلبیت کو محروم کیا گیا ص	10
6.	مباحثہ کس بات پے اولی ص	11
7.	توبہ کا اہم پہلو، توبہ کے تقاضے ص	13
8.	توبہ کے باوجود پابندی	16
9.	اجتہاد کرنے کی دلیل	18
10.	اجتہاد میں اختلاف اور آداب اختلاف	19
11.	عموم و اطلاق سے استدلال عالم کو روا	22
12.	اجتہادی خطاءیں شاذ قول تفردات	24
13.	رجوع پے جبر ص	26
14.	اسلاف نے نہیں کہا تم کیوں کہتے ہو ص	27
15.	سیدہ فاطمہ اور فدک پے تین موقف ص	29
16.	تم چھوٹے کل کے بچے مشورے دیتے ہو....؟؟ ص	30
17.	خدا لگتی کہنا ص	34
18.	محفوظ و معصوم کی تحقیق و تفصیل ص	36
19.	چمن زمان کی ایک بدگمانی حسد تعصب	41
20.	صحابہ تابعین میں سے بعض نے بعض کو اجتہادی خطاء پے کہا	43

21.	خطائیں تلاشتے ہو.........؟ ص	47
22.	حیرت و تردد میں ڈالنے والی بات کہنا	49
23.	انبیاء کرام اور اجتہادی خطا......؟؟	50
24.	المعتقد اور انبیاء کی لغزشیں و اجتہادی خطاء ص	62
25.	ایک حوالہ سب پے بھاری	67
26.	خطاء کی اقسام اور چمن زمان کا جھوٹ بدگمانی تعصب	81
27.	خطاء مطلقا بولا جاءے تو اجتہادی مراد ہوتی ہے ص	82
28.	اچھا معنی مراد لینا واجب و متعین ص	83
29.	عرف اور اجتہادی خطاء	84
30.	اصرار اور بدعت	88
31.	غلو ص	91

کسی مسئلے کو دلیل سے ثابت کرنا تحقیق کہلاتا ہے

(التعریفات صفحہ 34)ایک دو جملوں میں ایک مضبوط دلیل والی تحریر تقریر بھی تحقیق ہے اور مضبوط دلائل زیادہ ہوں وضاحت سے ہوں تو عمدہ ترین تحقیق ہے...اگر کئی دلائل، یہ موٹی چوڑی کتاب ہو یہ لمبی چوڑی تقریر تحریر ہو مگر کمزور دلائل ہوں، بے بنیاد دلائل ہوں تو وہ فریب ہے تحقیق نہیں

#تبصرہ_مختصرہ_بمقابلہ_محفوظہ

فَلَا تَخۡشَوُا النَّاسَ وَاخۡشَوۡنِ وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰیٰتِیۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ؕ وَمَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۴۴﴾

ترجمہ:

سو تم لوگوں سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو، اور میری آیتوں کے بدلہ میں تھوڑی قیمت نہ لو، اور جو اللہ کے نازل کیے ہوئے (احکام) کے موافق فیصلہ نہ کریں سو وہی لوگ کافر ہیں۔

)سورہ مائدہ آیت 44(

اس آیت مبارکہ میں واضح حکم موجود ہے کہ اللہ تعالی کا خوف ہونا چاہیے دنیا دولت شہرت مفاد لوگوں پیسے والوں کی پرواہ نہیں ہونی چاہیے۔۔۔قرآن حدیث سنت اسلام کے احکام کو پس پشت ڈال کر تھوڑی سی اس کی قیمت وصول کر لینا مفاد حاصل کر لینا مطلبیت حاصل کر لینا دولت شہرت حاصل کر لینا اور اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈال دینا کوئی اسلام نہیں منافقت اور کفر ہے

وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰہُ مِیۡثَاقَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکۡتُمُوۡنَہٗ ۫ فَنَبَذُوۡہُ وَرَآءَ ظُہُوۡرِہِمۡ وَ اشۡتَرَوۡا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیۡلًا ؕ فَبِئۡسَ مَا یَشۡتَرُوۡنَ ﴿۱۸۷﴾

ترجمہ:

)اور یاد کیجیے) جب اللہ نے اہل کتاب سے یہ عہد لیا کہ تم اس کو ضرور لوگوں سے بیان کرنا اور اس کو نہ چھپانا، تو انھوں نے اس عہد کو اپنے پس پشت پھینک دیا، اور اس کے بدلہ میں تھوڑی قیمت لی، سو وہ کیسی بری چیز ہے جس کو یہ خرید رہے ہیں

)سورہ آل عمران آیت 187(

اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ ہمیں یہود و نصاری کی طرح نہیں ہونا چاہیے کہ قرآن اور حدیث سنت کی تعلیمات کو اسلام کی تعلیمات کو پس پشت ڈالیں اپنے مفاد کی خاطر دنیا دولت کی خاطر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!!

۔

الحدیث.. ترجمہ:

تکبر تو یہ ہے کہ حق کی پرواہ نا کی جاے, حق ٹھکرایا جائے اور لوگوں کو حقیر سمجھا جاے..

) صحیح مسلم حدیث نمبر 147(

.

الحدیث.. ترجمہ:

خبردار...!! جب کسی کو حق معلوم ہو تو لوگوں کی ھیبت

)رعب مفاد دبدبہ خوف لالچ) اسے حق بیانی سے ہر گز نا روکے

)ترمذی حدیث 2191(

ان دونوں احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مفاد لالچ شہرت شخصیت کسی کی پرواہ حق کے مقابلے میں نہیں کرنی بلکہ حق و سچ اور اسلام کی پرواہ کرنی ہے۔۔۔اسلامی تعلیمات کو قرآن و سنت کو پس پشت ڈال کر اپنے مفاد و ذات لالچ کے در پے ہونا اسلام نہیں منافقت ہے برائی و ناحقی ہے

۔

اسلامی احکام کو پس پشت ڈالنے والے لوگوں، علماء سوء کو ننگا کرنا اور اور انہیں اس برائی و خیانت سے روکنا ہم سب کی ذمہ داری ہے

۔

اللہ کریم ہمیں حق سچ کا پاسبان بنائے قرآن سنت حدیث اسلامی تعلیمات کو مقدم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور جو اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈالیں ان سے ہر قسم کا جہاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔۔۔۔کلمہ حق بلند کرنے کی توفیق عطا فرمائے

.

نااہلوں سے جہاد....اور وہ بھی تین طریقوں سے:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ترجمہ:

پہلے کی امتوں میں جو بھی نبی علیہ الصلاۃ والسلام گذرا اسکے حواری تھے،اصحاب تھے جو اسکی سنتوں کو مضبوطی سے تھامتے تھے اور انکی پیروی کرتے تھے،

پھر

ان کے بعد ایسے نااہل آئے کہ جو وہ کہتے تھے اس پر عمل نہیں کرتے تھے،اور کرتے وہ کچھ تھے جنکا انھیں حکم نہیں تھا، جو ایسوں سے جہاد کرے ہاتھ سے وہ مومن ہے

اور جو ایسوں سے جہاد کرے زبان سے وہ مومن ہے

اور جو ایسوں سے جہاد کرے دل سے وہ مومن ہے

اور اس کے علاوہ میں رائی برابر بھی ایمان نہیں

)مسلم حدیث 50

سیدہ فاطمہ...خطاء...جلالی..طاہر الکادری.............!!

اگرچہ سیدہ فاطمہ کی توہین و گستاخی نہیں کی مگر قبلہ علامہ جلالی صاحب کو چاہیے کہ وہ نامناسب الفاظ سے رجوع کریں یا پھر وضاحت کریں کہ مطلقا خطا کا کہنا مناسب نہیں لاعلمی کی خطا یا اجتہادی خطا کہہ دیں

-

قبلہ علامہ جلالی صاحب نے بی بی فاطمہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جگر کا ٹکڑا کہا۔۔۔ معصومیت کے کفریہ عقیدے کی نفی کی اور کہا کہ ان کو معصوم عن الخطاء نہیں کہنا چاہیے، نہیں سمجھنا چاہیے۔۔۔بی بی فاطمہ جب باغ فدک کا مطالبہ کر رہی تھی تو اس وقت خطا پر تھی

.

تبصرہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «لاَ نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ» يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ؟ قَالَ الرَّهْطُ: قَدْ قَالَ: ذَلِكَ، فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ، وَعَبَّاسٍ، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا اللَّهَ، أَتَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذَلِكَ؟ قَالاَ: قَدْ قَالَ ذَلِكَ

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم انبیاء کی کوئی میراث نہیں ہوتی ہم جو مال چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔۔۔ حضرت عمر نے سیدنا علی اور سیدنا عباس سے فرمایا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ کیا رسول اللہ نے ایسا فرمایا تھا تو سیدنا علی اور سیدنا عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا جی بالکل

(بخاری حدیث 3094)

.

اہلبیت دیگر مجتہدین (صحابہ وغیرہ) کیطرح اجتہاد میں درستگی پاتے کبھی اجتہادی خطاء کرتے (فواتح الرحموت 2/279)

اجتہادی خطاء پے ایک اجر...درستگی پے دو اجر... (بخاری حدیث 7352)

.

بی فاطمہ باغ فدک کو اپنا حق سمجھا اور اپنا حق سمجھ کر مطالبہ کیا جو کہ ان کی لاعلمی کی خطا ہے یا اجتہادی خطا ہے

-

تفصیل:

جب بی بی فاطمہ باغ فدک کا مطالبہ کر رہی تھی تو اس وقت ممکن ہے ان کو رسول کریم کی وہ حدیث معلوم نہ تھی کہ انبیاء کی کوئی مالی میراث نہیں تو لاعلمی میں خطاء ہوئی جو کہ توہین و گستاخی گناہ عیب نہیں

جب انہیں حدیث پاک بتائی گئی تو وہ اپنے مطالبے سے چپ ہو گئیں۔۔۔۔۔تو سیدہ فاطمہ نے قصدا کوئی خطا نہیں کی۔۔۔اس صورت میں یہ کہا جائے گا کہ ان سے لاعلمی میں خطا ہو گئی

ہاں اگر انہیں حدیث معلوم تھی اس کے باوجود وہ مطالبہ کرتی تو پھر بھی یہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اجتہادی خطا کی۔۔۔۔اس صورت میں اجتہادی خطا کہنا زیادہ مناسب ہے

۔

مطلقا خطاء کہنا مناسب معلوم نہیں ہوتا

علامہ جلالی صاحب نے جگر کا ٹکڑا کہتے ہوئے اور معصومیت کے کفریہ عقیدے کی نفی کرتے ہوئے انہیں خطا کی طرف منسوب کیا ہے تو کوئی گستاخی و توہین نہیں کی

۔

ہاں اس سے بہتر الفاظ کا چناؤ ہو سکتا تھا لاعلمی کی خطا یا اجتہادی خطا کہا جاتا تو بہتر تھا

.

نوٹ:

تجسس نا کرو(سورہ حجرات 12

بلاضرورت شرعیہ اہلبیت صحابہ اسلاف کی خطائیں تلاشنا،ذکر کرنا،مذمت کرنا جرم...اچھی مناسب تاویل واجب...حسن ظن واجب.............!!

ہم نے بھی جو لکھا بامر مجبوری لکھا مرزا پلمبر رافضی نیم رافضی تفسیقوں کی طرح اسلاف کی خطائیں تلاشتے نہیں پھرتے...بیان و مذمت نہیں کرتے پھرتے...ہم انکی کی برحق محمل بیان کرتے ہیں.... قابل تاویل کی جائز تاویل کرتے ہیں...انکی تعریف و تعدیل کرتے ہیں،ناحق تاویلیں نہیں کرتے

.

علامہ جلالی صاحب کی رد میں ڈاکٹر طاہر القادری کا کلپ چلایا جارہا ہے جس میں وہ یہ روایت بیان کر رہے ہیں

فَلَا تَقْدُمُوهُمَا فَتَهْلَكُوا، وَلَا تَقْصُرُوا عَنْهُمَا فَتَهْلَكُوا، وَلَا تُعَلِّمُوهُمْ فَإِنَّهُمْ أَعْلَمُ مِنْكُمْ

قرآن اور اہل بیت سے مقدم مت ہو جاؤ کہ ہلاک ہو جاؤ گے اور قرآن اور اہل بیت کی شان میں کمی نہ کرو کہ ہلاک ہو جاؤ گے اور اہل بیت کو مت سمجھاؤ وہ تم سے زیادہ علم والے ہیں

[المعجم الكبير للطبراني، ٥/١٦٦ روایت 4971)

اگر اس بات، روایت کو صحیح مان لیا جائے تو سیدنا ابو بکر صدیق اور ان کی موافقت کرنے والے دیگر صحابہ کرام بلکہ اکثر بلکہ تمام صحابہ کرام پر اعتراض و طعن وارد ہوتا ہے

کیونکہ اس روایت کے مطابق تو اہل بیت زیادہ جاننے والے ہیں انہیں نہ سمجھایا جائے اور ان کی بات مان لی جائے کیونکہ وہ زیادہ علم والے ہیں

جب کہ سیدنا ابو بکر صدیق نے بی بی فاطمہ کو سمجھایا اور بظاہر بی بی فاطمہ سیدنا ابو بکر صدیق سے کم علم تھی۔۔۔ زیادہ علم والی نہ تھی۔۔۔اسی طرح صحابہ کرام نے مشورہ کر کے سیدنا ابو بکر صدیق کو خلیفہ بنایا اور اہل بیت مشاورت میں شامل نہ تھے تو یہ اہل بیت پر تقدم ہے اور اہل بیت پر تقدم ہلاکت ہے تو نعوذ باللہ سیدنا ابو بکر صدیق نے یہ دو کام ہلاکت والے کئے اور صحابہ کرام نے حضرت ابو بکر صدیق کی اس ہلاکت مین موافقت کی۔۔۔ تو کیا اکثر صحابہ کرام بلکہ تمام صحابہ کرام ہلاکت پر ہوئے۔۔۔۔۔۔؟؟ ہرگز نہیں کیوں کہ حدیث پاک میں ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ میرے بعد عمر اور ابو بکر کی پیروی کرنا۔۔۔ لہذا معجم الکبیر کی یہ روایت صحیح نہیں ہے یا پھر اس کی تاویل کی جائے گی آیئے دیکھتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے یا نہیں اگر صحیح ہے تو پھر اس کی صحیح تاویل کی جائے گی اور اگر صحیح نہیں ہے تو پھر اس کو رد کر دیا جائے گا

اس روایت کی سند یہ ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، ثنا جَعْفَرُ بْنُ حُمَيْدٍ، ح حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو صُهَيْبٍ، قَالَا: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ،

.

اس روایت کے دو راوی حکیم بن جُبَیر اور عبد اللہ ابن بکیر الغنوي شیعہ اور کذاب جھوٹے ہیں۔۔۔ لہذا یہ روایت موضوع و من گھڑت اور نا قابل قبول اور نا قابل حجت ہے

هَذَا حَدِيث مَوْضُوع، وَفِيهِ حكيم بن جُبَير.
قَالَ يَحْيَى: لَيْسَ بشئ.
وَقَالَ السَّعْدِيّ: كَذَّاب..وَقَالَ الْعقيلِيّ: واهي الحَدِيث
[ابن الجوزي، الموضوعات لابن الجوزي، ١/٣٧٢]

.

سنده حكيم بن جبير؛ وهو ضعيف".

قلت: وهو شيعي

عبدالله ابن بكير الغنوي... والغنوي هذا؛ قال أبو حاتم:

كان من عتق الشيعة

[سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، ١٠/٥٧٤]

.

یہ جھوٹ ہے کہ سیدہ فاطمہ علی عباس ازواج مطہرات اہلبیت وغیرہ کو رسول کریم کی املاک سے مطلقا محروم کیا گیا.... سچ یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بی بی فاطمہ واہلبیت میں سے کسی کو مالک نہ بنایا بلکہ نبی پاک نے اپنی ساری ملکیت اسلام کے نام وقف کی اور فاطمہ ازواج مظہرات اہلبیت وغیرہ پر وقف میں سے جو نفعہ پیداوار ملتی اسکو ان پر خرچ کرتے تھے

اسی طرح رسول کریم کی سنت پے چلتے ہوئے حضرت سیدنا صدیق اکبر عمر و علی رضی اللہ عنھم نے بھی اہلبیت آل رسول ازواج مطہرات وغیرہ کسی کو مالک نہ بنایا

بلکہ

فدک وغیرہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوڑے ہوئے صدقات میں سے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آل محمد اہلبیت ازواج مطہرات فاطمہ علی عباس پر

اور

کچھ صحابہ اور کچھ عوام مسلمین پر خرچ کرتے تھے... عمر و علی رضی اللہ عنھما نے بھی یہی طریقہ جاری رکھا یہی طریقہ رسول کریم کا رہا تھا

(دیکھیے تاریخ الخلفاء ص305,

ابوداود روایت نمبر2970,2972,

سنن کبری للبیھی روایت نمبر12724

بخاری روایت نمبر3712،2776،)

.

انبیاء کرام علیھم السلام کی میراث درھم ودینار (کوئی مالی میراث) نہیں،انکی میراث توفقط علم ہے

(شیعہ کتاب الکافی34/1)

قبلہ علامہ مفتی چمن زمان نجم القادری صاحب اور ان کا دفاع کرنے والوں سے عاجزانہ دو گزارشات۔۔۔۔۔۔۔۔۔!!

گذارش نمبر ایک (1)

قبلہ آپ نے مفتی اشرف جلالی صاحب کو چیلنج کیا ہے....آپ نے مفتی آصف اشرف جلالی صاحب کو اور انکے قول کو گستاخی توہین گناہ بے ادبی قرار نہیں دیا۔۔۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا اور مفتی اشرف جلالی صاحب کا معمولی سا اختلاف ہے، معمولی لفظ و انداز کا اختلاف ہے۔۔۔اس معمولی اختلاف پہ مناظرہ اور چیلنج کیا ہے

اور

ساتھ میں مفتی حنیف قریشی صاحب کا تذکرہ خیر بھی کیا ہے۔۔۔ مفتی حنیف قریشی صاحب نے نوڈیمانڈ معاویہ کا نعرہ لگایا جس انداز اور الفاظ سے سیدنا معاویہ کا ذکر کیا۔۔۔ سیدنا ابوسفیان جس کے بارے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نے فرمایا کہ میں اس سے راضی ہو گیا اس کے بارے میں حکایتا پلید کا لفظ استعمال کیا اور محفل میں بیٹھے لوگوں سے واہ واہ سمیٹی۔۔۔ چونکہ لگتا ہے کہ آپ کا مفتی حنیف قریشی صاحب سے واسطہ رابطہ اچھا ہے

تو

ہماری گزارش و عرض و سوال ہے کہ:

آپ سنی محب صحابہ واہلبیت کہلوانے والے ہیں تو آپ جیسے محب پر کیا لازم بنتا ہے کہ پہلے مناظرہ و چیلنج سرعام کس پر کرنا چاہیے؟

مفتی آصف اشرف جلالی صاحب کے الفاظ پر یا مفتی حنیف قریشی کے الفاظ پر۔۔۔۔؟؟

مفتی جلالی صاحب کے انداز پر یا مفتی حنیف قریشی کے انداز پر۔۔۔۔۔۔؟؟

عوام اہلسنت بے چین اور مضطرب کس سے زیادہ ہے مفتی جلالی سے یہ مفتی حنیف قریشی سے؟؟

-

گزارش نمبر دو: ②

قبلہ جب دعوت اسلامی نے وضاحت کر دی کہ "بے خطا معاویہ سے مراد بے گناہ معاویہ ہے اور ہم سیدنا امیر معاویہ کی خطائے اجتہادی کو مانتے ہیں اور آئندہ بے خطا معاویہ کا نعرہ بھی نہ لگائیں گے... جب انہوں نے یہ وضاحت کر دی تو پھر آپ کا دعوت اسلامی پر ناصبیت کا فتوی یا ناصبیت کی بو کا فتوی بلکہ سرعام اعلان و مذمت کیا معنی رکھتا ہے؟؟

قبلہ آپ نے کس زاویے دلیل حوالے سے ناصبیت یا ناصبیت کی بو کا فتویٰ لگایا ہے۔۔۔؟؟

میرا تو حسن ظن تھا بلکہ ہے کہ آپ کو شاید دعوت اسلامی کے رجوع کا علم نہین مگر آپ رابطہ کیا تو آپ نے کہا کہ (ناصبیت یا ناصبیت کی بو والے اعتراض) کی بنیاد مضبوط ہے.... آخر وہ مضبوط دلائل و حوالہ جات سرعام دیں... ہمیں سمجھائیں تاکہ حق سچ ہمیں بھی معلوم ہو ہم بھی کھلے عام مذمت کریں

ورنہ

رجوع فرمانا آپ پر حق ولازم بنتا ہے یا نہیں... خود انصاف فرمائیں

۔

سب معاملات چیلنج الزامات وغیرہ سب کچھ سرعام چل رہا ہے تو اس کا جواب اور وضاحت دلائل اور رجوع وغیرہ بھی سرعام کرنا ہوگا۔۔۔۔

مفتی حنیف قریشی صاحب جس طرح سیدہ فاطمہ والے معاملے میں کھل کر الفاظ لکھ کر توبہ رجوع کیا اسی طرح کھل کر الفاظ لکھ کر سیدنا معاویہ سیدنا ابوسفیان کے معاملے میں رجوع توبہ کریں

.

توبہ کا یہ پہلو بھی کاش کوئی مفتی حنیف قریشی صاحب تک پہنچادے...........!!

ہمیں بھی توبہ کرتے وقت اس پہلو کو مد نظر رکھنا چاہیے

.

الحدیث:

التائب من الذنب کمن لاذنب لہ، والمستغفر من الذنب وھو مقیم علیہ کالمستھزئ بربہ

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں لیکن گناہ (یا اس کے متعلقات) پر رہتے ہوئے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اللہ عزوجل سے مذاق کرے (نعوذ باللہ تعالی)

[کنزالعمال,208/4حدیث10176]

مجمل توبہ لیکن رافضیت زدوں سے دوستیاں بھی.... یہ توبہ نہ ہوئی... رافضیت زدوں سے ناطہ توڑیے یا انکو نظریات اہلسنت رکھنے والا بنادیجیے

.

حضرت ذوالنون مصری رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا:

اَلْاِسْتِغْفَارُ مِنْ غَیْرِ اِقْلَاعٍ ھُوَ تَوْبَةُ الْکَاذِبِیْنَ.

باز آئے بغیر توبہ کرنا جھوٹے لوگوں کی توبہ ہے"۔

(قشيري،الرسالة:95)

باز آئے بغیر بار بار توبہ بار بار بے ادبی... یہ توبہ نہیں کذب و مکاری کہلائے گی...

.

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

زَلَّةٌ وَّاحِدَةٌ بَعْدَ التَّوْبَةِ أَقْبَحُ مِنْ سَبْعِيْنَ قَبْلَهَا.

توبہ کے بعد کی ایک لغزش توبہ سے پہلے کی ستر لغزشوں سے بدتر ہے"۔

(قشيري،الرسالة:97)

محمد زُقاق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو علی روذباری سے توبہ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

گناہوں کا اعتراف، غلطیوں پر ندامت اور گناہوں کا ترک کرنا توبہ ہے۔

(سلمي، طبقات الصّوفية:272)

.

قُبولِیّتِ توبہ کی شرائط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "تمام گناہوں سے توبہ واجب ہے۔ اگر گناہ بندے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے درمیان ہو اور اس میں کسی بندے کا حق مُتَعَلّق نہ ہو تو اُس گناہ سے توبہ کی تین شرائط ہیں: (۱) اُس گناہ کو ترک کرنا (۲) گناہ پر شرمندہ ہونا (۳) اِس بات کا پُختہ ارادہ کرنا کہ اب یہ گناہ دوبارہ کبھی نہیں کروں گا۔ اگر ان شرائط میں سے ایک بھی نہ پائی گئی تو توبہ صحیح نہ ہوگی اور اگر گناہ کسی انسان سے مُتَعَلّق ہو تو پھر توبہ کیلئے ان تین شرطوں کے علاوہ چوتھی شرط یہ ہے کہ جس کا حق تلف کیا اُس کا حق ادا کرے، اگر حق مال وغیرہ کی قِسم سے ہو تو اس کو واپس کرے۔ اگر بندے کا حق تُہمت وغیرہ کی قِسم سے ہو تو اُس کو اپنے اوپر اِختیار دے یا اُس سے معافی مانگے اور اگر غِیبت وغیرہ ہو تو پھر بھی اُس سے معافی مانگے، تمام گناہوں سے توبہ واجب ہے، اگر گناہوں میں

سے بعض سے توبہ کی تو اہلِ حق کے نزدیک اُن گناہوں سے توبہ صحیح ہے لیکن جن سے توبہ نہیں کی وہ اس کے ذمہ باقی رہیں گے۔ توبہ ہر انسان پر لازم ہے۔ قرآن وحدیث اور اجماعِ اُمّت سے اِس پر بہت دلائل ہیں۔"

(فیضان ریاض الصالحین 70/1)

-

اجمالی توبہ یا تفصیلی توبہ..........؟؟

حضرت سیّدُنا امام ابو نصر قشیری عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡقَوِی اپنے والدِ ماجد حضرت سیّدُنا امام ابو القاسم عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡحَاکِم کے حوالے سے ذکر فرماتے ہیں کہ توبہ میں شرط ہے کہ وہ گزشتہ لغزش یاد کر کے اس پر نادِم ہو اور اگر اس نے پہلے کبھی کوئی گناہ کیا تھا لیکن اسے بھول گیا پھر تمام گناہوں سے توبہ کی اور دوبارہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کیا تو ان گناہوں سے توبہ نہیں ہو گی جن کو وہ بھول چکا ہے اور جب تک بھولا رہے گا اس وقت تک بھولے ہوئے گناہ سے توبہ کا مطالبہ بھی نہیں ہو گا لیکن جب وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ملے گا تو اس سے اس لغزش کے متعلق باز پُرس ہو گی اور یہ اسی طرح ہے کہ اگر کسی پر دوسرے کا قرض تھا اور وہ بھول گیا یا ادا کرنے پر قادر نہ تھا تو اس حالت میں بھولنے یا تنگ دستی کی وجہ سے اس سے مطالبہ نہیں لیکن جب وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں پیش ہو گا تو اس سے اس قرض کے متعلق پُوچھ گُچھ کی جائے گی۔ جبکہ ہمارے نزدیک ہر گناہ سے علیحدہ علیحدہ توبہ کرنا معتبر ہے لیکن اگر تمام گناہوں سے ان کی تفصیل ذکر کئے بغیر توبہ کرے تو اس کی توبہ صحیح نہیں۔

حضرت سیّدُنا امام زرکشی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡقَوِی فرماتے ہیں کہ یہ حکم ظاہر ہے کیونکہ توبہ ندامت کا نام ہے اور یہ اسی وقت ثابت ہوتی ہے جبکہ وہ گناہ یاد ہو یہاں تک کہ اس پر نادِم ہونا متصور ہو سکے اور حضرت سیّدُنا قاضی ابو بکر رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ فرماتے ہیں: اگر گناہ کی تفصیل یاد نہ ہو تو یوں کہے: "اگر مجھ سے ایسا گناہ ہوا ہو جسے میں نہیں جانتا تو میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔" شاید! انہوں نے یہ اس شخص کے متعلق فرمایا جسے اپنے گناہ معلوم تو ہوں لیکن ان کی تفصیل یاد نہ ہو اور جسے اپنا کوئی گناہ یاد ہی نہ ہو تو جس چیز کا وجود ہی نہ ہو اس پر ندامت ممکن نہیں اور اگر اسے اپنے گناہ معلوم ہوں لیکن یادداشت میں تعیُّن نہ ہو تو تمام گناہوں کے ارتکاب پر (بغیر تفصیل بیان کئے) ندامت کی جا سکتی ہے اور پھر گناہ کی طرف بالکل نہ لوٹنے کا عزم کر لے۔

گناہ کے علم یا عدمِ علم پر توبہ کی صورت:

حضرت سیّدُنا قاضی ابو بکر رَحمۃُاللہِ تعالٰی علَیہ کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جو کسی ایک یا بہت سے گناہوں میں مبتلا ہے اور انہیں جانتا ہے یا اسے اجمالی یا تفصیلی طور پر یاد ہے تو توبہ کرتے ہوئے کہے کہ جب بھی مجھ سے کوئی ایسا گناہ سرزد ہوا ہو کہ جسے میں جانتا نہیں تو میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس سے توبہ کرتا ہوں اور اس کی سزا سے مغفرت طلب کرے اور جسے وہ نہیں جانتا یا جانتا تو ہے مگر گناہ نہیں سمجھتا یا اس کے دل میں اس کے گناہ ہونے کا کبھی کھٹکا نہ ہوا تو ان (گناہوں) سے توبہ واجب نہیں بلکہ ہمارے بیان کردہ طریقہ کے مطابق اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اِجمالی طور پر گناہوں کی معافی طلب کرے اور اگر اسے اپنے گناہ یاد ہوں تو بعض سے توبہ کرنا صحیح ہے اور اگر تفصیلی طور پر اسے معلوم ہوں تو تفصیلی طور پر علیحدہ علیحدہ توبہ لازم ہے اور ایک ہی دفعہ تمام گناہوں سے توبہ کافی نہیں البتہ! نامعلوم گناہوں سے توبہ کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔

حضرت سیّدُنا امام شیخ عزالدین علَیہ رَحمۃُاللہِ المُبِین فرماتے ہیں کہ ممکنہ حد تک گزشتہ گناہوں کو یاد کرے اور جنہیں یاد کرنا مشکل ہو اس پر اُن سے توبہ بھی لازم نہیں جن کا وہ اعتراف نہ کرے۔

(جہنم میں لے جانے والے اعمال 806.808/2)

-

توبہ قبول مگر پھر بھی پابندی.............؟؟

فتاوی فیض رسول میں ہے

پھر اگرچہ اس نے توبہ کرلی ہو اور اپنے سنی ہونے کا اعلان کرتا ہو اسے امام نہیں بنا سکتے بلکے لازم ہے کہ اسے زمانہ دراز تک معزول رکھیں اور اسکے احوال کو بغور دیکھیں اگر وہ ثابت قدم رہتا ہے تو اسکو امام بنایا جا سکتا ہے...اعلی حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جسے دیکھیں کہ ان گمراہ لوگوں سے میل جول رکھتا ہے انکے مجالس میں وعظ کرتا ہے اسکا حال مشتبہ ہے ہرگز اسکو نہ بنائیں اگرچہ خود کو سنی صحیح العقیدہ کہتا ہو (فتاوی رضویہ جلد سوم ص 214)

(فتاوی فیض رسول جلد 1 ص..281..280 ملتقطا)

-

امام اہلسنت مجدد دین وملت سیدی امام احمد رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

پھر اگر یہ شخص توبہ بھی کرلے تو بمجرد توبہ اسے امام نہیں بنا سکتے بلکہ لازم ہے کہ ایک زمانہ ممتد تک اسے معزول رکھیں اور اور اس کے احوال پر نظر رہے، اگر خوف و طمع وغضب ورضا وغیرہا حالات کے متعدد تجربے ثابت کردیں کہ واقعی یہ سنی صحیح العقیدہ ثابت قدم ہے اور روافض سے اصلاً میل جول نہیں رکھتا بلکہ ان سے اور سب گمراہوں بدینوں سے متنفر ہے اس وقت اسے امام کر سکتے ہی فتاوٰی قاضی خاں پھر فتاوٰی عالمگیری میں ہے:

الفاسق اذا تاب لایقبل شہادتہ مالم یمض علیہ زمان یظہر علیہ اثر التوبۃ والصحیح ان ذلک مفوض الی راء القاضی ۱؎

۔فاسق جب تاب ہوجائے تو اس وقت تک اس کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی جب تک اتنا زمانہ نہ گزر جائے جس میں توبہ کا اثر ظاہر ہوجائے اور صحیح یہی ہے کہ یہ قاضی کی رائے کے سپرد کیا جائے

۔(ت)(۱؎ فتاوٰی ہندیۃ الفصل الثانی فیمن لاتقبل شہادتہ لفسقہ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۳/۴۶۸)

امیر المومنین غیظ المنافقین امام العادلین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب صبیغ سے جس پر بوجہ بحث متشابہات بد مذہبی کا اندیشہ تھا بعد ضرب شدید توبہ لی ابوموسٰی اشعری رضی اللہ عنہ کو فرمان بھیجا کہ مسلمان اس کے پاس نہ بیٹھیں اس کے ساتھ خرید و فروخت نہ کریں بیمار پڑے تو اس کی عیادت کو نہ جائیں مر جائے تو اس کے جنازے پر حاضر نہ ہوں، تعمیل حکم احکم ایک مدت تک یہ حال رہا کہ اگر سو آدمی بیٹھے ہوتے اور وہ آتا سب متفرق ہوجاتے جب موسٰی اشعری رضی للہ تعالٰی عنہ نے عرض بھیجی کہ اب اس کا حال اچھا ہوگیا اس وقت اجازت فرمائی

(فتاوٰی رضویہ جلد6 صفحہ..530..531)

-

مفتی حنیف قریشی صاحب نے کچھ ایسے الفاظ اور انداز اپنائے کہ جس سے رافضیت خوش ہوئی۔۔۔ پھر ان الفاظ اور انداز سے توبہ کی۔۔۔ لیکن اس کے بعد پھر کچھ ایسے الفاظ اور انداز اپنائے کہ جس سے رافضیت خوش ہوئی تو اب محض توبہ کرلینا، مجمل توبہ کرلینا کافی نہیں... کم از کم وہ انداز وہ الفاظ وہ صحابی جن کے متعلق بولنے پر ان کے اوپر تنقید کی گئی اس سے تو توبہ کریں وہ تو ان کو یاد ہوں گے۔۔۔ ناقدین سے پوچھیں کہ ان پر کیا کیا اعتراض ہے یاد دلائیں۔۔۔ پھر تفصیلا توبہ کریں۔۔۔۔ نیز ان کے سرپرست استاد پر لازم ہے کہ ان کو اپنے نگرانی میں رکھیں ان کو سمجھاییں ان سے تفصیلی توبہ کروائیں اور آئندہ سخت احتیاط کا عزم مصمم کروائیں۔۔۔ کچھ عرصہ پابندی لگائیں۔۔۔ خطابت امامت وغیرہ دینی ذمہ داریوں سے روک دیں۔۔۔ مطالعہ وسیع کروائیں بحث و تمحیص

کروائیں۔۔۔جب لگے کہ اب یہ اہل سنت عقائد و نظریات پر مضبوط ہے تب انہیں خطابت امامت وغیرہ ذمہ داری دی جائے۔۔۔تب انہیں اپنے جلوسوں میں بلایا جائے

اور

حنیف قریشی صاحب واقعی تائب ہوئے ہونگے تو سب سے پہلے ان ہستیوں کی شان ایات واحادیث واقوال اسلاف سے شان بیان کریں گے جن سے رافضیت ناخوش ہوتی ہو، جلتی ہو........ورنہ رافضیت زدوں کے جمگھٹے میں رہنا، ان سے یاریاں نبھانا، مجمل توبہ کرنا اور رافضیوں کو خوش کرنا دلالت کرتا ہے کہ وہ سب توبہ نہیں کذب و مکاری تھی

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

سیدہ فاطمہ کی اجتہادی خطاء............؟؟

علامہ جلالی بے ادب یا مجتہد.............؟؟

ضرورتِ اجتہاد، دلیل اجتہاد...............؟؟

آدابِ اختلاف، اختلاف صحابہ، تفردات.....؟؟

اجتہادی غلطی میں بھی اجر...............؟؟

معصوم، محفوظ عن الخطاء کا مطلب.....؟؟

.

اجتہاد کرنے کی دلیل:

الحدیث:

حدثنا حفص بن عمر، عن شعبة، عن ابي عون، عن الحارث بن عمرو اخي المغيرة بن شعبة، عن اناس من اهل حمص، من اصحاب معاذ بن جبل، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم، لما اراد ان يبعث معاذا إلى اليمن، قال: "كيف تقضي إذا عرض لك قضاء؟، قال: اقضي بكتاب الله، قال: فان لم تجد في كتاب الله؟، قال: فبسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: فان لم تجد في سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم،

ولا في كتاب الله ؟، قال: اجتهد رايي ولا آلو، فضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم صدره، وقال: الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله لما يرضي رسول الله ".

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے حمص کے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو جب یمن (کا گورنر) بنا کر بھیجنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: ”جب تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئے گا تو تم کیسے فیصلہ کرو گے؟“ معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کروں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر اللہ کی کتاب میں تم نہ پاسکو؟“ تو معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر سنت رسول اور کتاب اللہ دونوں میں نہ پاس کو تو کیا کرو گے؟“ انہوں نے عرض کیا: پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا، اور اس میں کوئی کوتاہی نہ کروں گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کا سینہ تھپتھپایا، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو اس چیز کی توفیق دی جو اللہ کے رسول کو راضی اور خوش کرتی ہے

(ابوداؤد حدیث3592)

یہ حدیث مبارک مشعل راہ ہے کہ قران پھر حدیث و سنت پھر قیاس واستدلال....اس حدیث مبارک سے واضح ہوتا ہے کہ قران حدیث و سنت سے اجتہاد واستدلال کرنا برحق وماہر علماء کا منصب بلکہ ذمہ داری ہے....استدلال و قیاس کرنے میں سب متفق ہوں یہ ضروری نہیں لیھذا غیر منصوص ظنیات وفروعیات میں اختلاف ہونا فطری عمل ہے

.

اجتہاد میں اختلاف ہو جانے اور ایک دوسرے کی مذمت تفضلیل تفسیق نہ کرنے کی دلیل:

الحدیث:

قال النبي صلى الله عليه وسلم لنا لما رجع من الأحزاب: «لا يصلين أحد العصر إلا في بنى قريظة» فأدرك بعضهم العصر في الطريق، فقال بعضهم: لا نصلي حتى نأتيها، وقال بعضهم: بل نصلي، لم يرد منا ذلك، فذكر للنبي صلى الله عليه وسلم، فلم يعنف واحدا منهم

ترجمہ:

غزوہ احزاب سے واپسی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم (یعنی صحابہ کرام) سے فرمایا کہ:

تم میں سے ہر ایک بنی قریظہ پہنچ کر ہی عصر کی نماز پڑھے "(صحابہ کرام نے جلد پہنچنے کی بھرپور کوشش کی مگر) راستے میں عصر کا وقت ختم ہونے کو آیا تو کچھ صحابہ کرام نے فرمایا کہ ہم عصر نماز بنی قریظہ پہنچ کر ہی پڑہیں گے اور کچھ صحابہ کرام نے فرمایا کہ نبی پاک کا یہ ارادہ نا تھا (کہ نماز قضا ہو اس لیے) ہم عصر پڑھ لیں گے

(طبرانی ابن حبان وغیرہ کتب میں روایت ہے جس میں ہے کہ کچھ صحابہ نے راستے میں ہی عصر نماز پڑھ لی اور کچھ نے فرمایا کہ ہم رسول کریم کی تابعداری اور انکے مقصد میں ہی ہیں لیھذا قضا کرنے کا گناہ نہین ہو گا اس لیے انہوں نے بنی قریظہ پہنچ کر ہی عصر نماز پڑھی)

پس یہ معاملہ رسول کریم کے پاس پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایک پر بھی ملامت نا فرمائی

(بخاری حدیث 946)

.

دیکھا آپ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا قیاس و استدلال اور اس میں اختلاف... صحابہ کرام نے اس برحق اختلاف پر ایک دوسرے کو کافر منافق فاسق گمراہ گستاخ نہیں کہا اور نبی پاک نے بھی کسی کی ملامت نا فرمائی...ایسا اختلاف قابل برداشت ہے بلکہ روایتوں مین ایسے فروعی برحق پر دلیل باادب اختلاف کو رحمت فرمایا گیا ہے...ایسی اختلاف میں غلطی پر مجتھد کی مذمت نہیں بلکہ ایک اجر ہے

الحدیث:

فاجتھد، ثم اصاب فلہ اجران، وإذا حکم فاجتھد، ثم اخطا فلہ اجر

مجتہد اجتہاد کرے اور درستگی کو پالے تو دو اجر اور اگر اجتہادی خطاء کرے تو اسے ایک اجر ملے گا

(بخاری حدیث 7352)

.

اختلاف ایک فطرتی چیز ہے.... حل کرنے کی بھرپور کوشش اور مقدور بھر علم و توجہ اور اہلِ علم سے بحث و دلائل کے بعد اسلامی حدود و آداب میں رہتے ہوئے پر دلیل اختلاف رحمت ہے

مگر

آپسی تنازع جھگڑا ضد انانیت تکبر لالچ ایجنٹی منافقت والا اختلاف رحمت نہیں، ہر گز نہیں...اختلاف بالکل ختم نہیں ہو پاتا مگر کم سے کم ضرور کیا جا سکتا ہے،اس لیے اختلاف میں ضد ،انانیت، توہین و مذمت نہیں ہونی چاہیے بلکہ صبر اور وسعتِ ظرفی ہونی چاہیے... اور یہ عزم وارادہ بھی ہونا چاہیے کہ اختلاف کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے گی، ختم نہیں ہو پایا تو اختلاف کو کم سے کم ضرور کیا جائے گا..اختلاف کو جھگڑے سے بچایا جائے گا..

.

اختلاف کی بنیاد حسد وضد ہر گز نہیں ہونی چاہیے...

اختلاف اپنی انا کی خاطر نہ ہو

اختلاف لسانیت قومیت کی خاطر نہ ہو

اختلاف ذاتی مفاد لالچ کی خاطر نہ ہو

اختلاف شہرت واہ واہ کی خاطر نہ ہو

اختلاف فرقہ پارٹی کی خاطر کی نہ ہو

اختلاف کسی کی ایجنٹی کی خاطر نہ ہو

اختلاف منافقت، دھوکے بازی کی خاطر نہ ہو

اختلاف ہو تو دلیل و بھلائی کی بنیاد پر ہو، بہتر سے بہترین کی طرف ہو، علم و حکمت سے مزین ہو،

.

ہر شخص کو تمام علم ہو، ہر طرف توجہ ہو، ہر میدان میں ماہر ہو یہ عادتاً ممکن نہیں، شاید اسی لیے مختلف میدانوں کے ماہر حضرات کی شوری ہونا بہت ضروری ہے، اسی لیے اپنے آپ کو عقل کل نہیں سمجھنا چاہیے....بس میں ہی ہوں نہیں سوچنا چاہیے...ترقی در ترقی کرنے کی سوچ ہو، ایک دوسرے کو علم، شعور، ترقی دینے کی سوچ ہو....!!

.

کسی کا اختلاف حد درجے کا ہو، ادب و آداب کے ساتھ ہو، دلائل و شواہد پر مبنی ہو تو اس سے دل چھوٹا نہیں کرنا چاہیے... ایسے اختلاف والے کی تنقیص و مذمت نہیں کرنی چاہیے،

بلکہ توجیہ تنبیہ جواب تاویل ترجیح کی کوشش کرنی چاہیے جب یہ ممکن نا ہو تو خطاء اجتہادی پر محمول کرنا چاہیے.....ہاں تکبر عصبیت مفاد ضد انانیت ایجنٹی منافقت وغیرہ کے دلائل و شواہد ملیں تو ایسے اختلاف والے کی تردید و مذمت بھی برحق و لازم ہے

.

اسی طرح ہر ایک کو اختلاف کی بھی اجازت نہیں... اختلاف کے لیے اہل استنباط مین سے ہونا ضروری ہے... کافی علم ہونا ضروری ہے... وسعت ظرفی اور تطبیق و توفیق توجیہ تاویل ترجیح وغیرہ کی عادت ضروری ہے، جب ہر ایرے غیرے کم علم کو اختلاف کی اجازت نا ہوگی تو اختلافی فتنہ فسادات خود بخود ختم ہوتے جاءیں گے

.

.

امام احمد رضا فرماتے ہیں:

اطلاق و عموم سے استدلال نہ کوئی قیاس ہے نہ مجتہد سے خاص (اطلاق و عموم سے استدلال کوئی بھی ماہر عالم کر سکتا ہے اس کے مجتہد ہونا ضروری نہیں)..(فتاویٰ رضویہ جلد 7 صفحہ 496)

.

ہاں اطلاق و عموم میں کیا کیا آئے گا اور کون اور کیا کس وجہ سے اطلاق و عموم نہیں آئے گا..؟ یہ سمجھ بوجھ بھی ضروری ہے... جس کے لیے

آیات احادیث اثارِ صحابہ وتابعین و آئمہ اسلام...اور

وسیع گہرا مطالعہ... عقائد فقہ لغت علم المعانی والبیان

اور اس قسم کے دیگر علوم پر نظر ضروی ہے... ایسے علماء محققین کو اطلاق و عموم سے استدلال جائز و ثواب

.

.

مسلہ باغ فدک کے ضمن میں علامہ مفت ی جلالی صاحب نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو خطا پر قرار دیا اور پھر وضاحت کی کہ خطا سے مراد خطائے اجتہادی ہے

اس کی جواب میں علمی دلائل لا کر مفتی چمن زمان صاحب نے اس کو توہین و گستاخی قرار نہیں دیا لیکن نامناسب کہہ کر رجوع کا مطالبہ کیا۔۔۔یہاں تک تو بات ٹھیک تھی

لیکن

پیر جامی نے علامہ جلالی صاحب پر توہین ایذاء رسول اور اشارتا بے غیرتی کا فتوی لگا دیا۔۔۔اس کے بعد یا اس سے تھوڑا پہلے مفتی چمن زمان صاحب کا ایک اور مقالہ نظر سے گزرا جس میں انہوں نے علامہ جلالی صاحب سے اُن الفاظوں کو توہین و بے ادبی اور گناہ قرار دے کر براءت کا اعلان کیا

سننے میں آیا کہ جلالی صاحب کے استاد محترم اور چند دیگر علما نے بھی رجوع کا مطالبہ کیا اور رجوع نہ کرنے پر علامہ جلالی سے براءت کا اعلان کیا البتہ انھوں نے ان الفاظ کو توہین و بے ادبی گناہ قرار دیا یا نہیں میرے علم میں نہیں۔۔۔

-

میں نے پہلے بھی لکھا تھا اب مزید وضاحت کے ساتھ لکھ رہا ہوں کہ ظنیات میں اجتہاد کرتے ہوئے ہر دور کے علماء کے تفردات رہے ہیں۔۔۔زیادہ سے زیادہ یہ علامہ جلالی صاحب کی اجتہادی غلطی اور تفرد قرار دیا جاتا نا کہ ان پر توہین بے ادبی ایذاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور گناہ کے فتوے لگائے جاتے، نا کہ ان پر رجوع کا جبر کیا جاتا، نا کہ طعنے مذمت من شذ شذ فی النار کے فتوے لگائے جاتے...کاش کہا جاتا کہ

مفت ی جلالی صاحب اجتہادی خطاء یا تفرد پر ہونے کے باوجود مکرم و محترم ہیں لیکن ہم ان کے اس واحد قول کی تائید نہیں کرتے براءت کا اعلان کرتے ہیں مگر وہ اہلسنت سے خارج نہیں دیگر معاملات میں انکی تقاریر و خدمات معتبر و قابل ستائش ہیں ہم ان کے ساتھ ہیں

-

سیدہ کائنات مطالبے میں حق پر تھی یا خطاء پر تھی اس بارے میں اسلاف کا دو ٹوک کوئی بیان کتب میں نہیں پڑھا

-

البتہ اسلاف نے دوٹوک فرمایا کہ اہل بیت اور صحابہ کرام مجتہدین ہیں ان سے خطا کا صدور ممکن ہے...اولیاء(صحابہ اہلبیت دیگر اولیاء)معصوم نہیں محفوظ ہیں.. محفوظ کا مطلب ہے کہ اکثر ان سے گناہ،خطاء معصیت نہیں ہوتی..اگر ہوتی ہے تو وہ اس پر ڈٹے نہیں رہتے(توبہ رجوع کر لیتے ہیں)جبکہ معصوم کا معنی ہے کہ گناہ وخطاء معصیت کا صدور ممکن ہی نہیں...انبیاء کرام اور فرشتے معصوم ہیں ان کے علاوہ کوئی معصوم نہیں(دیکھیے بستان العارفین 66،فتاوی حدیثیہ 230)

بلکہ

بعض صحابہ، بعض اہلبیت سے اجتہادی خطاء و تفردات واقع ہوئے ہیں جن پر کوئی طعن مذمت بے ادبی کے فتوے نہیں لگائے گئے، ظنی تفردات پے رجوع توبہ کا جبر نہ کیا گیا

.

-

(1) بعض صحابہ کی اجتہادی خطاء:

اسلاف علماء میں سے بعض نے بعض صحابہ کرام پر اجتہادی خطا کا اطلاق کیا ہے..... مثلا

ماہر محقق متکلم امام اہلسنت سعد الدین تفتازانی مخالفین سیدنا علی پر اجتہادی بغاوت اجتہادی خطا کا اطلاق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

واما فی حرب جمل وحرب صفین فالمصیب علی لاکلتاالطائفتین ولااحدھما من غیر تعیین المخالفون بغاۃ لخرو جھم علی الامام الحق لشبہۃ لافسقۃ اوکفرۃ

ترجمہ:

اور جو جنگ جمل اور جنگ صفین ہوئیں ان تمام میں حضرت علی حق ودرست تھے مخالفین(سیدہ عائشہ سیدنا زبیر وطلحہ ومعاویہ رضی اللہ عنھم اجمعین)اجتہادی خطاء پر تھے،دونوں حق ودرست نہیں تھے(مطلب ایسا نہین کہ سیدنا علی کو بھی حق کہا جائے اور ان سے

اختلاف کرنے والے مثل سیدنا طلحہ وزبیر وعائشہ ومعاویہ وغیرہ بھی کو بھی حق پر کہا جائے ایسا ہرگز نہیں بلکہ سیدنا علی ہی حق پر تھے اور مخالفین اجتہادی خطاء پر تھے)

اور ایسا بھی نہیں کہ کہا جائے کہ بلاتعیین کوئی ایک حق پر تھا(مطلب ایسا بھی مت سمجھو کہ شاید سیدنا معاویہ وزبیر وطلحہ وعائشہ حق پر ہو یا شاید علی حق پر ہوں، ایسا مشکوک نظریہ بھی ٹھیک نہیں بلکہ واضح حق عقیدہ اہلسنت یہی ہے کہ سیدنا علی حق و درست تھے)اور مخالفیں(سیدہ عائشہ سیدنا زبیر وطلحہ ومعاویہ بمع گروہ)اجتہادی باغی تھے کہ امام برحق پر خروج کیا شبہ کی وجہ سے، ہاں(شبہ، اجتہادی بغاوت، اجتہادی خطاء) کی وجہ سے انہیں فاسق وگناہ گار اور کافر نہیں کہہ سکتے

(شرح المقاصد 533/3)

.

امام اہلسنت سیدی امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے عظیم خلیفہ قبلہ مفتی امجد علی اعظمی اپنی مشہور و معتبر کتاب بہار شریعت میں فرماتے ہیں کہ:

حضرت طلحہ وحضرت زبیر رضی اللہ تعالی عنہما تو عشرہ مبشرہ سے ہیں، ان صاحبوں(سیدہ عائشہ حضرت طلحہ حضرت زبیر) سے بھی بمقابلہ امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم خطائے اجتہادی واقع ہوئی۔(بہار شریعت جلد اول حصہ اول ص 40)

.

.

(2) صحابہ کرام ائمہ کے ظنیات فروعیات میں تفردات، شاذ، مخالفت جمہور غیر معتبر و غیر مفتی بہ قول کی گذرے.... کسی نے ان پر مذمت نہ کی، توبہ رجوع کا جبر نہ کیا..... سیدی امام احمد رضا لکھتے ہیں:

اتباع سواد اعظم کا حکم اور من شذ شذ من فی النار(جو جدا ہوا وہ جہنم میں گیا۔ت) کی وعید صرف دربارہ عقائد ہے مسائل فرعیہ فقہیہ کو اس سے کچھ علاقہ نہیں، صحابہ کرام سے ائمہ اربعہ تک رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کوئی مجتہد ایسا نہ ہوگا جس کے بعض اقوال خلاف جمہور نہ ہوں، سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مطلقاً جمع زر کو حرام ٹھہرانا، ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نوم کو اصلا حدث نہ جاننا، عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مسئلہ ربا، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسئلہ مدت رضاع، امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کا مسئلہ متروک التسمیہ عمداً، امام مالک رضی للہ تعالیٰ عنہ کا مسئلہ طہارت سؤر کلب و تعبد غسلات سبع، امام احمد رضی للہ تعالیٰ عنہ کا مسئلہ نقض وضو بلحم جزور وغیرہ ذلک مسائل کثیرہ کو جو اس وعید کا مورد جانے خود شذ فی النار (جو جدا ہو جہنم میں ڈالا گیا۔ت) کا مستحق بلکہ اجماع امت کا مخالف

(فتاوی رضویہ 497.498/18)

.

③ اہلبیت میں سے بعض کی اجتہادی خطاء، لغزش اور غیر مفتی بہ اقوال:

علامہ عبدالعلي محمد بن نظام الدين محمد السهالوي الأنصاري اللكنوي. فرماتے ہیں، ترجمہ:

اہل بیت دیگر مجتہدین کی طرح ہیں ان پر خطاء جائز ہے بلکہ وہ کبھی خطا کرتے ہیں اور کبھی درستگی کو پاتے ہیں۔۔اہل بیت سے لغزش واقع ہونا بھی جائز ہے جیسے کہ بی بی فاطمہ سے لغزش واقع ہوئی۔۔۔اسی طرح اہل بیت کے صحابہ کرام سے الگ تفردات گزرے ہیں جس پر اگرچہ فتوی نہیں دیا گیا لیکن کوئی مذمت بھی نہیں کی گئی۔۔۔صحابہ کرام اور اہل بیت عظام دونوں یہ سمجھتے تھے کہ ان سے خطائے اجتہادی کا صدور ہو سکتا ہے بلکہ ہوا ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی خطا اجتہادی حاملہ متوفی زوجھا کی عدت کے معاملے میں واقع ہوئی اور بھی بہت سے واقعات ہیں جن میں اہل بیت اور صحابہ کرام کے اجتہادی خطائیں تفردات واقع ہوئے ہیں جو جمہور کے خلاف تھے لیکن فتوی جمہور پر دیا گیا لیکن تفردات والے پر بھی مذمت نہ کیا گیا

(دیکھیے فواتح الرحموت 279/2 ملخصا ملتقطا)

.

شیخ الحدیث والتفسیر علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

بہر حال حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے اس باب (مطالبہ میراث، مطالبہ فدک اور بظاہر ناراضگی) میں جو جاری ہوا وہ ان کا اجتہاد تھا۔۔۔اس باب میں صحت اور صواب (درستگی) حضرت ابو بکر صدیق کے ساتھ تھا

(نعمۃ الباری شرح بخاری 841/14)

اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ سیدہ فاطمہ نے اجتہاد کیا سیدنا ابو بکر حق پے تھے لیھذا سیدہ فاطمہ اجتہادی خطاء پر تھیں.... لیکن علامہ صاحب نے دوٹوک مطالبے کو خطاء نہیں کہا بلکہ ناراضگی کو خطاء کہا.... علامہ صاحب کا ناراضگی قرار دینا خلاف جمہور

ہے.... اکثر شارحین نے یہی لکھا کہ ناراض نہ ہوئیں تھیں..... روایت میں جو ھجران آیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس معاملے میں بات نہ کی اور دیگر معاملات میں بات و ملاقات کی نوبت ہی نہ آئی تو ھجران مذموم ثابت نہ ہوا.... اس ھجران کو علامہ سعیدی نے خطاء اجتہادی لکھا جو کہ علامہ کی خطاء اجتہادی ہے کیونکہ یہ ھجران ثابت ہی نہین یا موول ہے... لیکن ناراضگی نہ ہونے کے باوجود آخری وقت میں سیدہ فاطمہ کو سیدنا ابو بکر نے راضی کیا اور سیدہ فاطمہ کی وصیت مطابق سیدنا ابو بکر کی بیوی نے انہیں غسل دیا اور حضرت علی کے اصرار پر سیدہ کا جنازہ سیدنا ابو بکر نے پڑھایا جس پر میری تفصیلی مدلل تحریر موجود ہے سرچ کر سکتے ہیں

.

الحاصل:

علمائے مجتہدین نے اجتہاد کرتے ہوئے ظنیات فروعیات میں بعض اہل بیت، بعض صحابہ کرام و تابعین وغیرہ پر خطاء کا اطلاق کیا ہے۔۔۔سیدہ فاطمہ پر لغزش کا اطلاق کیا ہے لیکن دوٹوک خطا اجتہادی کا اطلاق اسلاف میں سے کسی نے کیا ہو میرے علم میں نہیں۔۔۔کئی کام ایسے ہوتے ہیں جو اسلاف نے متاخرین کے لیے چھوڑ دیے۔۔۔اور بعض متاخرین مثل علامہ جلالی صاحب وغیرہ نے اجتہاد کرتے ہوئے بلامذمت سیدہ فاطمہ پر خطاء اجتہادی کا اطلاق کیا ہے تو کوئی برا نہیں کیا۔۔۔زیادہ سے زیادہ یہ ان کا تفرد و اجتہاد کہا جا سکتا ہے۔۔۔جو پہلے کے اسلاف نے اطلاق نہیں کیا تو کچھ برا نہ کیا اور تفرد و اجتہاد میں مثل و حوالہ کی حاجت نہیں ہوتی بلکہ دلیل کی حاجت ہوتی۔۔۔ایسا نہیں کہ اسلاف نے نہیں کہا تو بعد کے مجتہدین بھی نہیں کہہ سکتے

۔

امام اہلسنت فرماتے ہیں:

اور جو یہ کارنامہ کئے بغیر گزر گئے نہ تو ان کی برائی ہوتی ہے نہ کرنے والوں کو عار دلایا جاتا ہے،اور یہ تو ایک مشہور مثل ہے کہ پہلے کے بزرگ بعد میں آنے والوں کے لئے بہت سے کام چھوڑ گئے (فتاوی رضویہ 260/28)

۔

لیھذا مفتی جلالی صاحب وغیرہ کا تفرد اور اجتہاد کرتے ہوئے سیدہ فاطمہ پر اجتہادی خطاء کا اطلاق کرنا کوئی برائی بے ادبی فسق و گناہ ایذاء رسول نہیں اور نہ ہی ان پر توبہ رجوع کا جبر کیا جا سکتا ہے... نہ ہی مطلقا براءت کا اعلان کیا جا سکتا ہے.... نہ ہی اہلسنت سے خارج

کیا جاسکتا ہے...نہ ہی طعن و مذمت کی جاسکتی ہے....ہاں مفتی جلالی صاحب اپنے تفرد سے رجوع کر لیں تو بہت اچھی بات ہے یا ان کے اجتہاد کی درستگی دیگر علماء پر منکشف ہو جائے اور وہ بھی اس کو صحیح مان لیں تو بھی بر حق

ولا تفسیق بالا جتھادیات

اجتہادی مسائل میں کسی کو فاسق قرار نہیں دیا جاسکتا.(فتاوی رضویہ 119/7)

.

نوٹ:

①اسلاف کی لغزشیں اجتہادی خطائیں تلاشنا، ذکر کرنا ٹھیک نہیں انکی تعریف ہی کرنی چاہیے مگر ضرورتا لغزشیں خطائیں بیان کرنا اور مذمت سے روکنا بامر مجبوری جائز ہے..... ہم نے بھی بامر مجبوری یہ تحریر لکھی وعام پبلش کی کہ معاملہ سر عام ہو چکا ہے

②ظنیات فروعات میں حد درجے کا پر دلیل باادب اختلاف کوئی غیر سنی کرے تو اسے بھی اس بنیاد پر طعن و مذمت کا نشانہ نہیں بنایا جاسکتا.... طعن و مذمت اس بات پر کی جاءے گی جو واقعی قابل مزمت ہو

.

.

سنا ہے علامہ سعید احمد اسد صاحب نے مناظرے کا چیلنج دیا ہے

علامہ جلالی صاحب اور علامہ سعید احمد اسد صاحب کا پر دلیل باادب مفاھمتی افھام و تفھیم والا مناظرہ مباحثہ ہونا اچھا ہے

مگر

واجب ہے کہ جھگڑا جبر تضلیل و تفسیق واہلسنت سے نکالی نہ ہو کیونکہ یہ مسلہ ظنیات فروعیات کا ہے

.

القرآن:

وَلاَ تَنَازَعُواْ فَتَفْشَلُواْ وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ

ترجمہ:

اور آپس میں مت جھگڑو کہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمھاری قوت اور وقار جاتا رہے گا..(انفال 46)

.

الحدیث:

"ما ضل قوم بعد هدى كانوا عليه إلا أوتوا الجدل"

کوئی قوم ہدایت پانے کے بعد گمراہ نہیں ہوئی مگر جب وہ "جھگڑے"(علمی غیر علمی کسی بھی قسم کے جھگڑے)میں مبتلا کر دی گئی تو گمراہی ہوتی گئی

(ابن ماجہ حدیث 48)

.

میری نظر میں سیدہ فاطمہ کی اجتہادی خطاء والے معاملے میں قابل قبول درج ذیل موقف ہو سکتے ہیں

(1) یہ کہا جائے کہ سیدنا بی بی فاطمہ نے باغ فدک وغیرہ کا مطالبہ کیا، سیدنا ابو بکر صدیق نے حدیث سنا کر ملکیت میں دینے کا انکار کیا مگر باغ فدک وغیرہ سے اہلبیت کا خرچہ ادا کرنے کا اقرار کیا، سیدہ مطالبہ سے دستبردار ہو کر واپس چلی گئیں.......بس اتنا بیان کیا جائے کسی کو اجتہادی خطاء نہ کہا جائے....یعنی سکوت کیا جائے، کف لسان کیا جائے معصوم عن الخطاء کی نفی کی جائے امکان خطاء کہا جائے...خطاء ہوئی اس سے اجتناب.و. سکوت کیا جائے...کیونکہ قطعی روایات سے معلوم نہیں کہ سیدہ نے اجتہاد کرکے اپنا حق سمجھ کر مطالبہ کیا یا حدیث لانورث سے لاعلمی کی وجہ سے مطالبہ کیا معلوم نہیں لیھذا سکوت بہتر

مگر

سنی عالم ماہر سرگرم اگر سیدہ فاطمہ کو اجتہادی خطاء پر کہے تو زیادہ سے زیادہ اسے اسکا تفردو اجتہادی خطاء شمار کرکے غیر متفقہ غیر مفتی بہ قول کہا جائے مگر اسے بےادب و گستاخ نہ کہا جائے دیگر معاملات سرگرمیوں خدمات میں اسے معتبر و قابل ستائش کہا جائے... فقیر کا یہی موقف ہے

(2) یہ کہا جائے کہ سیدنا ابو بکر حق پے تھے سیدہ فاطمہ سے وقتی اجتہادی خطاء ہوئی جو کہ کوئی مذمت و گناہ کی بات نہیں... لیکن جو اجتہادی خطاء نہ کہے اسے ناحق نہ کہا جائے مذمت و رافضیت نا کہا جائے...

③ یہ کہا جائے کہ سیدنا ابو بکر حق پے تھے سیدہ فاطمہ سے حدیث پاک لانورث سے لاعلمی کی وجہ سے ناحق مطالبہ وخطاء ہوئی جو کہ در حقیقت نہ خطاء ہے نہ اجتہادی خطاء

.

.

تم کون ہوتے ہو اکابرین علماء کو مشورہ دینے والے، ٹانگ اڑانے والے، ممکنہ موقف بتانے والے........؟؟

جواب:

ہم جیسے چھوٹے موٹے لوگ کارکنان اگر کچھ مشورہ دیں یا رائے کا اظہار کریں تو سیدھا سا جواب یہی ملتا ہے کہ اپنی اوقات دیکھو، اپنی اوقات میں رہو، کیا پدی کیا پدی کا شوربہ، بڑوں کو مشورہ دیتے ہو، بڑوں کو توجہ دلاتے ہو...بے ادب نافرمان کہیں کے...بلکہ اس سے بھی سخت جوابات ملتے ہیں...

امام نووی علیہ الرحمۃ ایک حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں.

ترجمہ:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب امام اور سربراہ (لیڈر مفتی اکابر) کوئی حکم مطلق دے اور اس کے متبعین میں سے کسی شخص کی رائے اس کے خلاف ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ امیر و سربراہ کے سامنے اپنی رائے پیش کرے تاکہ امیر اس پر غور کرے، پس اگر امیر پر یہ منکشف ہو کہ اس متبع کی رائے (مشورہ) صحیح ہے تو اسکی طرف رجوع کر لے ورنہ اس متبع کے شبہ کو زائل کرے اور اسکی تسلی کرے..

(شرح مسلم للنووی 581/1)

.

علامہ ملا علی قاری حنفی منقولا فرماتے ہیں:

أن العالم ولو بلغ مبلغ الكمال في العلم، فإنه لا بد له من الجهل ببعضه

ترجمہ:

عالم اگر علم کے کمال درجے کو بھی پہنچ جائے تو بھی بعض چیزوں سے وہ ضرور لاعلم ہو گا..

(مرقاۃ تحت شرح حدیث5066

.

کم علمی ، بے توجہی، غلط فہمی چھوٹوں سے بھی ہو سکتی ہے تو بڑوں سے بھی ہو سکتی ہے.... لھذا شاگرد کہہ کر اوقات یاد دلانا ٹھیک نہیں... اپنا استاد ہونا یا استاد العلماء ہونا مت جتایئے.... اپنا علم اپنی خدمات مت جتایئے... بلکہ دلائل و شواہد سے بات کیجیے.... سمجھایئے جواب دیجیے ورنہ حق قبول کریں... وسیع ذہن وسعتِ قلبی رکھیں، باادب ہو کر سلیقے اور تمیز کے ساتھ دلاءل و شواہد سے کوئی شاگرد یا کوئی چھوٹا اختلاف کرے یا مشورہ دے اور توجہ دلائے تو بلا تعصب و حسد، بغیر بڑائی کے غور و فکر لازم ہے... غور و فکر کے بعد مشورہ برحق لگے زیادہ مناسب لگے تو اسے دل سے قبول کرتے ہوئے عمل کرنا چاہیے ورنہ مشورہ دینے والے کے شبہات کا ازالہ کیا جائے.. جیسا کہ امام نووی کے حوالے سے گذرا

.

مشورہ قبول ہو جائے تو مشورہ دینے والا سر پر مت چڑھے کہ جی میں تو بڑوں سے آگے نکل گیا.. کیونکہ کسی ایک معاملے مین آپ کی توجہ صحیح سمت مین چلی گی تو اس کا یہ مطلب نہین کہ تمام معاملات مین آپ بڑھ گئے... ہر گز نہیں

.

بلکہ ہم سب پر لازم ہے کہ ہماری باتیں جتنی بھی صحیح ہوں مگر اپنے آپ کو علمِ کل یا عقل کل نہیں سمجھنا چاہیے... بس میں ہی ہوں کے غرور مین نہیں پڑنا چاہیے... دوسروں کو بھی وقعت دینی چاہیے

.

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

" لا تَنْظُرْ إِلَى مَنْ قَالَ ، وَانْظُرْ إِلَى مَا قَالَ

ترجمہ:

یہ مت دیکھو کہ کس نے کہا، یہ دیکھو کہ کیا کہا

(فوائد موضوعہ روایت نمبر 93)

.

غریب ذہین فطین دلائل کے باوجود غریبی کی وجہ سے بے آواز ہوتا ہے... حضرت علی(افسوس غریب غیر مشہور محقق کی کوئی نہیں سنتا(تذکرۃ حمدونیہ ر623

.

مشہور یا منصب و طاقت والا بے تکی بات کہے تو بھی راز و اوصاف نکالے جاتے ہیں، واہ واہ کی جاتی ہے
مگر
نادار اور غیر مشہور شخص عالم قولِ زریں بھی کہے تو وقعت و توجہ نہیں دی جاتی....افسوس
کسی کی بات،
کسی کی رائے،
کسی کے مشورے
کسی کے مطالبے
کسی کی تحریر کی مضبوطی کو دیکھنا چاہیے، اسکی سچائی، گیرائی اور گہرائی کو دیکھنا چاہیے، اس کے پر دلیل ہونے کو دیکھنا چاہیے... کیونکہ علم و شعور عمر دیکھ کر یا قومیت. و. ذات دیکھ کر نہیں آتا،
کئ بزرگ بوڑھے علم و شعور سے عاری بھی ہوتے ہیں اور کئ کم عمر علم. و. شعور والے بھی ہوتے ہیں.... تو عمر ذات غریبی امیری مشہوری لائکس کی زیادتی جذباتیات وغیرہ کو مت دیکھیے... بات کی مضبوطی گہرائی گیرائی کو دیکھیے

.

" کبھی کم عمر اور واحد شخص کسی ظنی حادثہ، معاملے مسلے میں درستگی کو پالیتا جسکو بڑا اور جماعت نہیں پاتے، جو جماعت اکثریت سے جدا ہوا وہ جہنم گیا یہ حکم اس پر ہے جو عقائد و قطعیات میں جدا ہو ورنہ ظنیات میں تفردات صحابہ تابعین آئمہ علماء کے بہت گذرے (دیکھیے فتاوی رضویہ،491,492/18)

.

میری امت کے علماء کا(ظنیات فروعیات میں)اختلاف رحمت ہے(جامع الاحادیث 874)

ظنیات فروعیات میں ماہر سنی علماء کا پر دلیل باادب اختلاف رحمت ہے...اس سے دل چھوٹا نہ کریں، جس ماہر سنی عالم کی چاہیں پیروی کریں،ایسے ظنی فروعی مساءل میں دوسروں کی تضلیل تفسیق طعنے مذمت نہ کریں

.

صحابہ کرام ائمہ کے ظنیات فروعیات میں تفردات، مخالفت جمھور غیر معتبر و مفتی بہ قول کی گذرے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا.... کسی نے ان پر مذمت نہ کی, توبہ رجوع کا جبر نہ کیا.....

.

علمائے مجتہدین نے اجتہاد کرتے ہوئے ظنیات فروعیات میں بعض اہل بیت، بعض صحابہ کرام و تابعین وغیرہ پر خطاء کا اطلاق کیا ہے۔۔۔سیدہ فاطمہ پر لغزش کا اطلاق کیا ہے لیکن دوٹوک خطا اجتہادی کا اطلاق اسلاف میں سے کسی نے کیا ہو میرے علم میں نہیں۔۔۔کئی کام ایسے ہوتے ہیں جو اسلاف نے متاخرین کے لیے چھوڑ دیے۔۔۔اور بعض متاخرین مثل علامہ مفتی آصف اشرف جلالی صاحب وغیرہ نے اجتہاد کرتے ہوئے بلامذمت سیدہ فاطمہ پر خطاء اجتہادی کا اطلاق کیا ہے تو کوئی برا نہیں کیا۔۔۔زیادہ سے زیادہ یہ ان کا تفرد و اجتہاد کہا جاسکتا ہے۔۔۔جو پہلے کے اسلاف نے اطلاق نہیں کیا تو کچھ برا نہ کیا اور تفرد و اجتہاد میں مثل و حوالہ کی حاجت نہیں ہوتی بلکہ دلیل کی حاجت ہوتی۔۔۔ایسا نہیں کہ اسلاف نے نہیں کہا تو بعد کے مجتہدین بھی نہیں کہہ سکتے

۔

امام اہلسنت فرماتے ہیں:

اور جو یہ کارنامہ کئے بغیر گزر گئے نہ تو ان کی برائی ہوتی ہے نہ کرنے والوں کو عار دلایا جاتا ہے،اور یہ تو ایک مشہور مثل ہے کہ پہلے کے بزرگ بعد میں آنے والوں کے لئے بہت سے کام چھوڑ گئے(فتاوی رضویہ 260/28)

۔

لیھذا مفتی جلالی صاحب وغیرہ کا تفرد اور اجتہاد کرتے ہوئے سیدہ فاطمہ پر اجتہادی خطاء کا اطلاق کرنا کوئی برائی بے ادبی فسق و گناہ ایذاء رسول نہیں اور نہ ہی ان پر توبہ رجوع کا جبر کیا جاسکتا ہے...نہ ہی مطلقا براءت کا اعلان کیا جاسکتا ہے....نہ ہی اہلسنت سے خارج

کیا جاسکتا ہے...نہ ہی طعن و مذمت کی جاسکتی ہے....ہاں مفتی جلالی صاحب اپنے تفرد سے رجوع کر لیں تو بہت اچھی بات ہے یا ان کے اجتہاد کی درستگی دیگر علماء پر منکشف ہو جائے اور وہ بھی اس کو صحیح مان لیں تو بھی بر حق

و لاتفسیق بالاجتھادیات

اجتہادی مسائل میں کسی کو فاسق قرار نہیں دیا جاسکتا.(فتاوی رضویہ 119/7)

.

مفتی چمن زمان کی کتاب محفوظہ پر تبصرہ:

قسط1:

مفتی چمن زمان لکھتے ہیں:

میرے بھائی خدا لگتی کہنا

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی بے ادبی تبرا

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ کی بے ادبی تبرا

حضرت وحشی رضی اللہ تعالی عنہ کی بے ادبی تبرا

اور سطور بالا میں قانونِ شریعت کے حوالے سے گزرا کے اس کا قائل رافضی

تو

جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی تبرا کیوں نہیں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر کے ٹکڑے کی بے ادبی کرنے والا ناصبی کیوں نہیں

(محفوظہ ص178)

.

حضرت نے قانون شریعت کا یہ حوالہ دیا تھا:

"کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ کا ہو کسی صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچتا- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگ خطائے اجتہادی ہے جو گناہ نہیں ہے اس لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ظالم؛ باغی؛ سرکش؛ یا کوئی برا کلمہ کہنا حرام و ناجائز بلکہ تبرا اور فض ہے-(قانون شریعت صفحہ 19)

.

تبصرہ:

حضرت جوش میں ہوش کھو بیٹھے یا پھر اندھی عقیدت و مذموم محبت کے نشے میں چور لگتے ہیں کہ انہین قانون شریعت کے حوالے میں "اجتہادی خطاء" نظر ہی نہ آیا.....جی ہاں قانون شریعت کے مصنف علیہ الرحمۃ خود سیدنا امیر معاویہ کی طرف خطائے اجتہادی کی نسبت کی جو کہ نہ گناہ ہے نہ بے ادبی نہ رفض نہ تبرا

لیھذا

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنھا کی طرف اجتہادی خطاء کی نسبت کرنا نہ رفض ہے نہ ناصبیت نہ گناہ نہ بے ادبی نہ تبرا

.

نوٹ:

حضرت کے رسالہ کا مطالعہ جاری ہے....رسالہ کے ایک حصہ میں انہوں نے انبیاء کرام علیھم السلام سے اجتہادی خطاء کی نفی پر وہ دلائل دیے جنکا ہم اپنی تحریر میں رد لکھ چکے اور اسلاف کے معتبر مضبوط حوالہ جات سے ثابت کر چکے کہ انبیاء کرام علیھم السلام سے اجتہادی خطاء جائز ہے بلکہ بعض انبیاء کرام علیھم السلام سے ہوئی بھی ہے مگر وہ اجتہادی خطاء پر قائم نہیں رہتے کیونکہ اللہ انہیں وحی فرما دیتا ہے

.

مفتی چمن زمان کی کتاب محفوظہ پر تبصرہ:

قسط2:

.

محفوظ کا معنی اور مفتی چمن زمان............!!

.

محفوظ کا معنی بتاتے ہوئے مفتی چمن زمان نے عظیم اشتباہ وچالاکی ودھوکہ دہی کی ہے...لکھتے ہیں:
اولیاء کاملین معصوم نہ ہوکر بھی حفظ الہی نصیب ہوتی ہے جسکی وجہ سے وہ گناہ وخطاء سے منزہ کردیے جاتے ہیں......ایک دوسطر بعد لکھتے ہیں:
بعض کاملین ہر قسم کے گناہ حتی کہ خطاء سے بھی پاک ہوتے ہیں(محفوظ ص15,16)
یہ لکھنے کے بعد ایک دو مبہم حوالے دینے کے بعد فتاوی رضویہ کی عبارت بطور دلیل پیش کرتے ہیں:
درجہ ۴: ہر قسم حکایت بے محکی عنہ کے تعمد سے اجتناب کلی کرے اگرچہ برائے سہو وخطا حکایت خلاف واقع کا وقوع ہوتا ہو یہ درجہ خاص اولیاء اللہ کا ہے۔
درجہ ۵: اللہ عزوجل سہوا وخطا بھی صدور کذب سے محفوظ رکھے مگر امکان وقوعی باقی ہو یہ مرتبہ اعاظم صدیقین کا ہے(فتاوی رضویہ358/15)

.

تبصرہ:

اولا:

مفتی چمن زمان صاحب نے عظیم اشتباہ وچالاکی کا مظاہرہ کیا دھوکہ دہی سے کام لیا اور یہ ثابت کرنی کی کوشش کی کہ اولیاء صحابہ اہلبیت معصوم نہیں مگر گناہ اور خطاء اجتہادی سے بھی محفوظ ہیں...اور پھر اگلی لائن میں پہلے کے کلام کے الٹ لکھ دیا کہ یہ خطاء سے محفوظیت بعض کاملین کے لیے ہے....اور یہ بھی نہ بتایا کہ دلائل اور انکی عبارت میں جو خطاء کی نفی ہے وہ خطاء معصیت ہے یا اجتہادی...اسی کو تو چالاکی اشتباہ دھوکہ دہی کہتے ہیں کہ بعض جگہ کچھ پھر چند سطور بعد کچھ مگر دلائل کچھ اور

.

ثانیا:

سیدی اعلی حضرت نے تعمد کذب یعنی جان بوجھ کر جھوٹ بولنے کی نفی کی ہے اور فرمایا ہے کہ اولیاء سے سھوا خطاءن کبھی جھوٹ واقع ہو جاتا ہے یہ درجہ چہارم ہے اور اعاظم صدیقین سے خطاءن بھی جھوٹ صادر نہیں ہوتا، یہ حضرات خطاء معصیت سے محفوظ ہوتے ہیں یہ درجہ اعاظم صدیقین کا ہے.... خطاءن سھوا کذب جھوٹ کی نفی کی ہے، خطاء معصیت کی نفی ہے اور وہ بھی بعض سے جبکہ اجتہادی خطاء کی نفی نہیں کی کیونکہ سیدی اعلی حضرت نے صحابہ کرام کے متعلق دوٹوک فرمایا کہ بعض صحابہ سے اجتہادی خطا ہوئی...

.

اجتہادی خطاء تو سیدی رضا نے صحابہ کرام مثل امیر معاویہ وسیدہ عائشہ وغیرھما رضی اللہ عنھم کے لیے لکھی ہے... سیدی رضا فرماتے ہیں:

جنگ جمل و صفین میں حق بدست حق پرست امیر المومنین علی کرم للہ تعالٰی وجہہ تھا۔ مگر حضرات صحابہ کرام مخالفین (مثل سیدنا معاویہ وعائشہ صدیقہ وغیرہ) کی خطا خطائے اجتہادی تھی (فتاوی رضویہ 29/615)

اسلاف نے اجتہادی خطاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بھی ثابت کی ہے جیسے کہ نیچے تفصیل آرہی ہے.... کیا سیدہ عائشہ سیدنا علی صدیقین میں سے نہیں...؟؟ بالکل صدیقین میں سے ہیں ان سے کذب واقع نہ ہوا مگر اجتہادی خطاء واقع ہوئی لیھذا سیدہ فاطمہ سے بھی اجتہادی خطاء ممکن و جائز ہے

.

ثالثا:

محفوظ کا وہ معنی نہیں جو چمن زمان نے بتایا بلکہ محفوظ کا معنی و تحقیق یہ ہے کہ:

معصوم اور محفوظ کا فرق اور محفوظ کی تفصیل..........!!

خلاصہ:

اولیاء (صحابہ اہلبیت دیگر اولیاء) معصوم نہیں محفوظ ہیں.. محفوظ کا مطلب ہے کہ اکثر ان سے گناہ، خطاء معصیت نہیں ہوتی.. اگر ہوتی ہے بلکہ کچھ سے ہوئی بھی ہے تو وہ اس پر ڈٹے نہیں رہتے (توبہ رجوع کر لیتے ہیں) جبکہ معصوم کا معنی ہے کہ گناہ و خطاء معصیت

کا صدور ممکن ہی نہیں...انبیاء کرام اور فرشتے معصوم ہیں ان کے علاوہ کوئی معصوم نہیں...اجتہادی خطاء معصوم اور محفوظ دونوں سے ممکن ہے بلکہ بعض سے ہوئی ہے مگر معصوم کو وحی کرکے اصلاح کردی جاتی ہے جبکہ محفوظ خطاء اجتہادی پر اسکو وحی نہیں ہوتی اس لیے بعض محفوظین خطاء اجتہادی پر قائم ودائم بھی رہتے ہیں کچھ رجوع کرلیتے ہیں

(دیکھیے بستان العارفین 66، فتاوی حدیثیہ 230 تفسیر الماوردي=النكت والعيون 457/3,)

.

.

تفصیل:

يكون محفوظا فلا يصر على الذنوب وإن حصلت هفوات في أوقات أوزلات فلا يمتنع ذلك في وصفهم.

ولی (صحابہ اہلبیت دیگر اولیاء) محفوظ ہیں وہ (اکثر گناہ و خطاء نہیں مگر کبھی گناہ ان سے ہو بھی جاتا ہے تو وہ) گناہوں پر مصر و قائم نہیں رہتے اگرچہ بعض اوقات ان سے هفوات ولغزشیں واقع ہوتی ہیں مگر یہ ولایت کے منافی نہیں

[بستان العارفين للنووي,66 page]

.

والأولياء وَإِن لم يكن لَهُم الْعِصْمَة لجَوَاز وُقُوع الذَّنب مِنْهُم وَلَا يُنَافِيهِ الْوَلَايَة...لَكِن لَهُم الْحِفْظ فَلَا تقع مِنْهُم كَبِيرَة وَلَا صَغِيرَة غَالِبا

اولیاء (صحابہ اہلبیت دیگر اولیاء) اگرچہ معصوم نہیں کیونکہ ان سے گناہ کا واقع ہونا جائز ہے یہ ولایت کے منافی نہیں مگر یہ محفوظ ہوتے ہیں تو ان سے غالبا صغیرہ کبیرہ گناہ واقع نہیں ہوتے (غالبا کی قید سے واضح ہے کہ کبھی کبیرہ صغیرہ سھوا خطاء اجتہادی خطاء واقع ہوتی ہے)

[الفتاوى الحديثية لابن حجر الهيتمي, ص230 بحذف يسير]

.

لأن الأنبياء معصومون من الغلط والخطأ لئلا يقع الشك في أمورهم وأحكامهم , وهذا قول شاذ من المتكلمين. والقول الثاني: وهو قول الجمهور من العلماء والمفسرين ولا يمتنع وجود الغلط والخطأ من الأنبياء كوجوده من غيرهم. لكن لا يقرون عليه وإن أقر عليه غيرهم

خلاصہ:

وہ جو کہتے ہیں کہ انبیاء کرام غلطی اور خطا سے معصوم ہے یہ قول شاذ متکلمین کا ہے

جمہور علماء اور مفسرین کا قول یہ ہے کہ انبیائے کرام سے اجتہادی غلطی اور اجتہادی خطا ہو جاتی ہے لیکن وہ اس پر قائم نہیں رہتے (بلکہ اللہ تعالی انکی اصلاح فرمادیتا ہے) غیر انبیاء سے خطا اجتہادی ہوتی ہے تو اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ اس پر قائم نہ رہیں بلکہ بعض اس پر قائم بھی رہتے ہیں

[التفسير الماوردي=النكت والعيون, 457/3بحذف يسير]

.

① صحابہ کرام ائمہ کے ظنیات فروعیات میں تفردات، مخالفت جمہور غیر معتبر و مفتی بہ قول کی گذرے.... کسی نے ان پر مذمت نہ کی, توبہ رجوع کا جبر نہ کیا..... سیدی امام احمد رضا لکھتے ہیں:

اتباع سواد اعظم کا حکم اور من شذ شذ من فی النار (جو جدا ہوا وہ جہنم میں گیا۔ت) کی وعید صرف دربارہ عقائد ہے مسائل فرعیہ فقہیہ کو اس سے کچھ علاقہ نہیں، صحابہ کرام سے ائمہ اربعہ تک رضی للہ تعالیٰ عنہم اجمعین کوئی مجتہد ایسا نہ ہوگا جس کے بعض اقوال خلاف جمہور نہ ہوں، سیدنا ابوذر رضی للہ تعالیٰ عنہ کا مطلقاً جمع زر کو حرام ٹھہرانا، ابو موسی اشعری رضی للہ تعالیٰ عنہ کا نوم کو اصلا حدث نہ جاننا، عبدللہ بن عباس رضی للہ تعالیٰ عنہما کا مسئلہ ربا، امام اعظم رضی للہ تعالیٰ عنہ کا مسئلہ مدت رضاع، امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسئلہ متروک التسمیہ عمداً، امام مالک رضی للہ تعالیٰ عنہ کا مسئلہ طہارت سؤر کلب و تعبد غسلات سبع، امام احمد رضی للہ تعالیٰ عنہ کا مسئلہ نقض وضو بلحم جزور وغیرہ ذلک مسائل کثیرہ کو جو اس وعید کا مورد جانے خود شذ فی النار (جو جدا ہو جہنم میں ڈالا گیا۔ت) کا مستحق بلکہ اجماع امت کا مخالف

(فتاوی رضویہ 497.498/18)

.

② اہلبیت میں سے بعض کی اجتہادی خطاء، لغزش اور غیر مفتیٰ بہ اقوال:

علامہ عبد العلي محمد بن نظام الدين محمد السهالوي الأنصاري اللكنوي فرماتے ہیں، ترجمہ:

اہل بیت دیگر مجتہدین کی طرح ہیں ان پر خطاء جائز ہے بلکہ وہ کبھی خطا کرتے ہیں اور کبھی درستگی کو پاتے ہیں۔۔اہل بیت سے لغزش واقع ہونا بھی جائز ہے جیسے کہ بی بی فاطمہ سے لغزش واقع ہوئی۔۔۔اسی طرح اہل بیت کے صحابہ کرام سے الگ تفردات گزرے ہیں جس پر اگرچہ فتوی نہیں دیا گیا لیکن کوئی مذمت بھی نہیں کی گئی۔۔۔صحابہ کرام اور اہل بیت عظام دونوں یہ سمجھتے تھے کہ ان سے خطائے اجتہادی کا صدور ہو سکتا ہے بلکہ ہوا ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی خطا اجتہادی حاملہ متوفی زوجھا کی عدت کے معاملے میں واقع ہوئی اور بھی بہت سے واقعات ہیں جن میں اہل بیت اور صحابہ کرام کے اجتہادی خطائیں تفردات واقع ہوئے ہیں جو جمہور کے خلاف تھے لیکن فتوی جمہور پر دیا گیا لیکن تفردات والے پر بھی مذمت نہ کیا گیا

(دیکھیے فواتح الرحموت 279/2 ملخصا ملتقطا)

.

جب سیدنا علی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنھما سے اجتہادی خطاء ہو سکتی ہے تو سیدہ فاطمہ سے کیوں نہیں.....؟؟

.

نوٹ:

ہم کئ بار لکھ چکے کہ خطائیں تلاشنا شوق ہے ناپسندیدہ موضوع مگر اجتہادی خطائیں حق سچ ہے اسلاف نے بیان کیں...جو محبت کے نام کے پے حق سچ کا منکر ہو گا اسے جواب دینے کے لیے مجبوراً ہمیں بھی بیان کرنا پڑیں

مفتی چمن زمان کی کتاب محفوظہ پر تبصرہ:

قسط سوئم:

مفتی چمن زمان کی بدگمانی حسد تعصب

مفتی چمن زمان کی بات کا خلاصہ:

سیدہ فاطمہ کو مطلقا خطاء پر کہنا اتنی بڑی بےادبی نہیں...سیدہ فاطمہ کو خاص کر کے مسلہ فدک میں خطاء پر کہنا بڑی بے ادبی ہے جیسے اللہ کو مطلقا خالق کہنا بےادبی نہیں مگر خاص کر کے خالق الخنازیر کہنا بےادبی ہے (دیکھیے محفوظہ ص 66)

.

تبصرہ:

اولا:

اللہ تبارک و تعالی کی ذات اقدس پر کسی مخلوق کو قیاس نہیں کرنا چاہیے.... نیز کہاں یہ مثال کہاں خطاء کی مثال... خالق کل شی کہنا بے ادبی نہیں جبکہ خطاء کہنا اپ کے مطابق بے ادبی تو مثالیں برابر نہیں

.

ثانیا:

کبھی مطلقا بولنا بڑی بے ادبی ہوتی ہے مگر خصوصا اور قیودات لگا کر بولنا بے ادبی ہی نہیں ہوتی مثلا مطلقا بولنا کہ سیدہ فاطمہ غیر عالمہ تھیں.... یہ مطلقا بولنا بے ادبی ہے جبکہ خصوصا بولنا کہ سیدہ فاطمہ حدیث لانورث نہیں جانتی تھیں کہنا برحق و سچ ہے کوئی بے ادبی نہیں...اسکا اعتراف مفتی چمن زمان خود کر چکے کہ سیدہ حدیث لانورث سے لاعلم تھیں دیکھیے محفوظہ ص 81)

اپ تعصب، حسد و بدگمانی کی عینک اتار کر دیکھتے تو مطلقا خطاء کہنا آپ کے مطابق بے ادبی ہے مگر شیعوں کے عقیدہ معصومیت کے رد اور صدیق اکبر کو غاصب کہنے کے رد میں اور وہ بھی فقط ایک مسلہ فدک میں اور وہ بھی علمی انداز و ماحول میں اور وہ بھی وقتی غیر دوامی خطاء کہنا اور خطاء اجتہادی مراد لینا اہل انصاف کے نزدیک بے ادبی ہرگز نہیں ہونا چاہیے.... چمن زمان کے لاعلم والی بات کے مطابق بے ادبی ہی نہیں ہونی چاہیے کم سے کم بے ادبی خلاف اولی ہونی چاہیے چمن زمان کے مطابق.... جبکہ چمن زمان کہتے ہیں یہ خصوص بے ادبی کو بڑھاتا ہے....لاحولا ولا قوۃ الا باللہ

.

یہ بدگمانی حسد تعصب نہیں تو اور کیا ہے...؟؟ایک سچے اہلسنت محبت صحابہ و اہلبیت عالم کے علمی انداز میں بولے گئے لفظ سے اچھا معنی مراد لینا فرض تھا جبکہ چمن زمان نے بے ادبی کے معنی لیے اور بڑھا چڑھا کر بڑی بے ادبی کی بھونڈی کوشش کی ہے ضال مضل گمراہ کے فتوے لگادیے اناللہ وانا الیہ راجعون

.

سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یہ نکتہ بھی یاد رہے کہ بعض محتمل لفظ جب کسی مقبول سے صادر ہوں بحکمِ قرآن انہیں "معنی حسن" پر حمل کریں گے، اور جب کسی مردود سے صادر ہوں جو صریح توہینیں کر چکا ہو تو اس کی خبیث عادت کی بنا پر معنی خبیث ہی مفہوم ہوں گے کہ:

کل اناء یترشح بمافیہ صرح بہ الامام ابن حجر المکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

ہر برتن سے وہی کچھ باہر آتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے...

(فتاویٰ رضویہ: ج29، ص225)

.

نوٹ:

میرے مطابق سیدنا صدیق اکبر کو برحق کہنا چاہیے اور سیدہ کے متعلق سکوت کرنا چاہیے کیونکہ کسی صحیح روایت میں یہ نہیں کہ سیدہ حدیث لا نورث نہیں جانتی تھیں اور یہ بھی صحیح روایات سے ثابت نہیں کہ حدیث لا نورث کو جانتے ہوئے اجتہاد کر کے خطاء اجتہادی کر بیٹھیں....جب دونوں احتمال ہیں تو سکوت بہتر واللہ اعلم

.

مفتی چمن زمان کی کتاب محفوظہ پر تبصرہ:

قسط4:

مفتی چمن زمان نے درج ذیل چار نظریات پیش کیے

(1) صحابہ کرام نے ایک دوسرے کو کبھی کسی مسلے میں خطاء پر نہ کہا.....

(2) علماء کی نسبت خطاء کی طرف کرنا بدعت و گناہ ہے

(3) اکابر اسلاف کاملین خطاء اجتہادی سے بھی محفوظ ہیں

(4) بعض مواقع پے بعض سامعین کے اعتبار سے بعض وجوہ کی وجہ سے خطاء اجتہادی کہنا گالی تک ہو جاتا ہے

پھر

(5) اخر میں نتیجہ نکالا کہ جلالی صاحب کا خطاء کہنا اجتہادی مراد لینا سیدہ فاطمہ کی بے ادبی گستاخی گناہ تبرا و ناصبیت کیوں نہیں؟؟

(دیکھیے محفوظہ ص143تا180)

.

تبصرہ:

سردست چند حوالہ جات پڑھیے کہ صحابہ کرام تابعین عظام اکابر واسلاف میں سے بعض نے بعض کو بعض مسائل میں خطاء کی طرف منسوب کیا

وَلَكِنَّهُ أَخْطَأ

سیدہ عائشہ نے فرمایا کہ اس مسلہ عذاب میں سیدنا ابن عمر نے خطاء کی

[ترمذی تحت حدیث1006 سنن نسائی روایت1856,,اثبات عذاب القبر للبيهقي,72 page]

.

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: "أَخْطَأَ فِي هَذَا،

سیدنا ابن عباس نے فرمایا کہ سیدنا ابن مسعود نے اس مسلہ میں خطاء کی

[مصنف عبدالرزاق الصنعاني,419/6]

مُجَاهِدًا فَقَالَ: «أَخْطَأَ

سیدنا مجاہد نے فرمایا کہ سیدنا عکرمہ نے تفسیر میں خطاء کی

[مصنف عبدالرزاق الصنعاني,457/4]

.

فَسَأَلْتُ عَطَاءً فَقَالَ: «أَخْطَأَ سَعِيدٌ

اس مسلہ میراث میں سیدنا عطاء نے کہا کہ سیدنا سعید نے خطاء کی ہے

[مصنف ابن أبي شيبة استاد بخاری,246/6]

.

قال عُمَرُ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -: إنَّكَ أخطأتَ التّأويلَ

حضرت سیدنا عمر نے سیدنا صحابی قدامہ کو فرمایا کہ ایت کی تاویل و تفسیر میں اپ نے خطاء کی

[السنن الكبرى للبيهقي,481/17]

.

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ قَالَ أَبِي: " أَخْطَأَ فِيهِ يَحْيَى بْنُ سَعِيد

تعری کے معاملے میں امام احمد بن حنبل نے کہا کہ یحیی بن سعید نے خطاء کی

[مسند أحمد مخرجا,238/20]

.

قَالَ ابْنُ الْمُسَيِّبِ: أَخْطَأَ شُرَيْحٌ

سیدنا ابن مسیب نے فرمایا(عظیم) قاضی شریح نے اس مسلے میں خطاء کی

[مصنف عبد الرزاق الصنعاني,413/8...

[مصنف ابن أبي شيبة,396/4].

أَخْطَأَ الْمَوْلَيَانِ،

سیدنا ابن عباس نے فرمایا کہ اس آیت کی تفسیر میں سیدنا سعید اور سیدنا عطاء نے خطاء کی

[مصنف عبد الرزاق الصنعاني,134/1]

.

أَجَل، إِنَّهُ أَخْطَأ

سیدنا عروہ نے کہا کہ جی ہاں نماز کسوف کے متعلق میرے بھائی نے خطاء کی ہے

[بخاری تحت حدیث 1046, مسند أحمد مخرجا, 119/41]

.

فَقَالَ الشَّعْبِيُّ: «أَخْطَأ

امام شعبی نے کہا کہ امام ابن حازم نے سر پر نماز جنازہ پڑھنے کے مسلے میں خطاء کی

[المستدرک علی الصحیحین للحاکم, 637/3]

.

۔۔صحابہ کرام اور اہل بیت عظام دونوں یہ سمجھتے تھے کہ ان سے خطائے اجتہادی کا صدور ہو سکتا ہے بلکہ ہوا ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی خطا اجتہادی حاملہ متوفی زوجھا کی عدت کے معاملے میں واقع ہوئ

(از فواتح الرحموت 279/2)

.

محفوظ و معصوم کا فرق قسط 2 میں ملاحظہ فرمائیں

.

اب ایک طرف وہ حوالے جو مفتی چمن زمان نے دیے کہ اسلاف نے ایک دوسرے کو خطاء کی طرف منسوب نہ کیا... صحابہ اہلبیت کاملین اکابر اسلاف خطاء سے محفوظ ہیں.....دوسری طرف یہ ہمارے دیے گئے مذکورہ بالا روایات کہ جس میں صحابہ اہلبیت تابعین اسلاف میں سے بعض نے بعض کو خطاء کی طرف منسوب کیا

اب چاہیے تو یہ تھا کہ مفتی چمن زمان محقق زماں پر عیاں ہوتا کہ دونوں روایات ہیں تو دونوں روایات لکھتے اور اچھی تطبیق دیتے مگر انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ ہچکولے کھاتے ہوئے کبھی خطاء کبھی اجتہادی خطاء کی نفی کرتے گئے اور انداز سے واضح کرتے گئے کہ کسی بھی کامل کو اجتہادی خطاء کہنا بے ادبی ہے بلکہ گناہ تبرا و ناصبیت ہے نعوذ باللہ

یہ انکی غفلت ہے یا عدم توجہ یا مکاری ایجنٹی حسد تعصب اللہ ہی بہتر جانتا ہے مگر اشارے ایجنتی حسد تعصب کے ملتے ہیں

.

(1) حب صحابہ اہلبیت سے خطاء کی نفی بھی ہے اور اثبات بھی تو لا محالہ کہنا پڑے گا کہ خطاء معصیت کی نفی ہے اور اجتہادی خطاء کا اثبات... لیھذا مفتی چمن کا مراد لینا کہ خطاء اجتہادی کی نسبت نہیں کی یہ چمن زمان کا جھوٹ و مکاری ہے یا غفلت

.

(2) جب صحابہ کرام اہلبیت تابعین عظام خطاء اجتہادی سے معصوم و محفوظ نہیں تو دیگر اولیاء علماء اسلاف کیسے محفوظ ہو سکتے ہیں...؟؟ لیھذا جن اکابر نے محفوظیت کا قول کیا تو انکی مراد لا محالہ ہو گی کہ خطاء معصیت سے اکثر محفوظ ہیں... لیھذا چمن زمان کا مراد لینا کہ صحابہ اور کاملین اجتہادی خطاء سے بھی محفوظ ہیں... یہ مراد لینا جھوٹ و مکاری ہے یا غفلت

.

(3) صحابہ کرام اہلبیت تابعین عظام کی طرف اجتہادی خطاء کی نسبت منقول ہے تو عالم کا عالم کو خطاء کی طرف نسبت کرنا بھی بدعت فسق و گناہ نہیں، وہ جو منقول ہے کہ فسق و بدعت ہے اسکا مطلب لا محالہ یہ ہو گا کہ جاہل کا عالم کو خطاء پر کہنا بدعت و گناہ ہے... لیھذا مفتی چمن زمان کا اس قول سے اشارہ دینا کہ عالم عالم کو بھی خطاء اجتہادی پر کہنا گناہ تو سیدہ فاطمہ کو کہنا بدرجہ اولی بدعت و گناہ.... یہ اشارہ دینا مبہم عبارت پیش کرنا کہ جس سے دھوکہ لگے یہ مفتی چمن زمان کی مکاری عیاری نہیں تو اور کیا ہے....؟؟

لیھذا مفتی چمن زمان نے تینوں نظریات غلط پیش کیے اور ان سے غلط نتیجہ نکالا

لیھذا بعض صحابہ اہلبیت تابعین کی طرف منقول صراحتا یا منقول دلالۃ خطاء اجتہادی کی نسبت کرنا عند الضرورۃ اہل علم کے لیے جائز ہے کوئی بے ادبی و گناہ بدعت نہیں....البتہ بلا ضرورۃ بلا نقل صریح بلا نقل حکمی خطاء اجتہادی کی نسبت کرنا ممنوع ہے

سیدہ فاطمہ کی طرف نسبت اجتہادی خطاء صریح منقول ہونے کا ہمیں علم نہیں نا ہی دعوی مگر دلائل کے دلالت و اشارے سے ثابت ہوتا ہے کہ سیدہ سے اجتہادی خطاء ہوئی... لیھذا علامہ محقق مفتی مجتہد جلالی صاحب کا علمی انداز و ماحول میں شیعہ کے باطل عقیدہ

عصمیت کے بطلان میں احادیث و اسلاف کی عبارات سے دلالۃً اشارتاً مسلہ واحدہ میں غیر دوامی خطاء منسوب کرنا اور اجتہادی خطاء مراد لینا کوئی گستاخی بے ادبی تبرا و ناصبیت نہیں.... زیادہ سے زیادہ خلاف اولی و نامناسب تفرد یا جلالی کی اجتہادی خطاء کہا جا سکتا ہے

.

اگرچہ میرا موقف سکوت کا ہے مگر سیدہ فاطمہ فداہ روحی کو بلا نقل صریح عندالضرورۃ با نقل حکمی دلائل کے دلالت و اشارے کے تحت اجتہادی خطاء پر کہنا گستاخی بے ادبی تبرا ناصبیت و گناہ نہیں

.

اجتہادی خطاءیں گنوانا نہ ہمارا شوق ہے نہ پسندیدہ موضوع مگر محبت کی آڑ میں حق سچ نصوص و عباراتِ اسلاف کو جھٹلایا جائے... جھوٹ کو محبت کہا جائے تو حق سچ واضح کرنا لازم

.

القرآن.. ترجمہ:

حق سے باطل کو نا ملاؤ اور جان بوجھ کر حق نہ چھپاؤ

(سورہ بقرہ آیت 42)

.

الحدیث.. ترجمہ:

خبردار...!! جب کسی کو حق معلوم ہو تو لوگوں کی ھیبت

(رعب مفاد دبدبہ خوف لالچ) اسے حق بیانی سے ہرگز نا روکے

(ترمذی حدیث 2191)

.

الحدیث.. ترجمہ:

حق کہو اگرچے کسی کو کڑوا لگے

(مشکاۃ حدیث 5259)

.

جو حق (بولنے، حق کہنے، حق سچ بتانے) سے خاموش رہے وہ گونگا شیطان ہے

(رسالہ قشیریہ 245/1)

.

الحدیث:

متنطعون (تعریف تنقید تقریر تحریر وغیرہ قول یا عمل میں غلو.و. مبالغہ کرنے والے) ہلاکت میں ہیں (مسلم حدیث 6784)

بعض انبیاء کرام صحابہ اہلبیت اسلاف سے مطلقا اجتہادی خطاء کی نفی کرنا حق سچ کے خلاف ہے، جھوٹی تعریف اور غلو نہیں تو اور کیا ہے...؟؟

بےادبی جرم مگر تعریف میں حد و سچائی بھی لازم

.

مفتی چمن زمان کی کتاب محفوظہ پر تبصرہ:

قسط5:

مفتی چمن زمان کہتے ہیں کہ انبیاء کرام اجتہادی خطاء سے بھی معصوم ہیں...اس پر چند دلائل بھی لکھے اور لکھا کہ متفقہ اعلامیہ سے کفر ثابت ہوتا ہے اور تاثر دیا کہ انبیاء کرام کی طرف اجتہادی خطاء منسوب کرنا کفر تک ہو جاتا ہے لیھذا انبیاء کی خطاء اجتہادی کا قول کر کے سیدہ فاطمہ کی طرف اجتہادی منسوب کرنے والے بےادب گناہ گستاخ کفر تک لازم مگر تاویل ممکن اس لیے کافر نہیں مگر توبہ رجوع لازم...مزید کہتے ہیں ایسا قول شاذ ہے جو تردد حیرت کا باعث ہو یا اہل اسلام میں معروف نہ ہو ایسا قول بیان نہیں کرنا چاہیے یہ مذموم ہے برائی ہے بربادی ہے زندیقیت ہے

(دیکھیے محفوظہ ص218تا263)

.

تبصرہ:

پہلی بات:

عندالضرورۃ اسلاف کے شاذ قول حیرت میں ڈالنے والے قول غیر معروف قول ذکر کرنا، مجتہد کا شاذ قول کرنا جائز و اسلاف کا طریقہ رہا ہے....اسے بربادی و زندیقیت کہنا برا عمل کہنا جھوٹ غلو و مکاری دھوکہ دہی ہے...بلاضرورہ شاذ قول کہنا یا نقل کرنا ہم بھی مناسب نہیں سمجھتے، ہم نے جو اقوال و دلائل لکھے اولا تو وہ شاذ نہیں معروف ہیں اگر شاذ مان بھی لیا جائے تو یہاں شیعہ کے بطلان دفاع صدیق اکبر وغیرہ ضرورت کے تحت لکھے ہیں...عندالضرورۃ اسلاف کے شذوذ حیرت تردد میں ڈاللنے والے اقوال غیر معروف اقوال سیدی امام احمد رضا نے بھی نقل فرمائے آپ لکھتے ہیں:

.

اتباع سواد اعظم کا حکم اور من شذ شذ من فی النار (جو جدا ہوا وہ جہنم میں گیا۔ت) کی وعید صرف در بارہ عقائد ہے مسائل فرعیہ فقہیہ کو اس سے کچھ علاقہ نہیں، صحابہ کرام سے ائمہ اربعہ تک رضی للہ تعالٰی عنہم اجمعین کوئی مجتہد ایسا نہ ہوگا جس کے بعض اقوال خلاف جمہور نہ ہوں، سیدنا ابوذر رضی للہ تعالٰی عنہ کا مطلقاً جمع زر کو حرام ٹھہرانا، ابو موسی اشعری رضی للہ تعالٰی عنہ کا نوم کو اصلا حدث نہ جاننا، عبدللہ بن عباس رضی للہ تعالٰی عنہما کا مسئلہ ربا، امام اعظم رضی للہ تعالٰی عنہ کا مسئلہ مدت رضاع، امام شافعی رضی للہ تعالٰی عنہ کا مسئلہ متروک التسمیہ عمداً، امام مالک رضی للہ تعالٰی عنہ کا مسئلہ طہارت سؤر کلب و تعبد غسلات سبع، امام احمد رضی للہ تعالٰی عنہ کا مسئلہ نقض وضو بلحم جزور وغیرہ ذلک مسائل کثیرہ کو جو اس وعید کا مورد جانے خود شذ فی النار (جو جدا ہو جہنم میں ڈالا گیا۔ت) کا مستحق بلکہ اجماع امت کا مخالف

(فتاوی رضویہ 497.498/18)

.

دوسری بات:

متفقہ اعلامیہ میں بہتر تھا کہ لکھا جاتا کہ "لفظ بعض انبیاء کرام سے اجتہادی خطاء ہوئی"

لیکن

قرینہ کلام قرینہ متکلم قرینہ مقام و حال سے بھی عام بات خصوص بن جاتی ہے....طلاق کے جھگڑے میں جا تو آزاد ہے کہنے سے معنی وہ نہیں جو الفاظ بتا رہے بلکہ اب معنی قرینہ کلام وغیرہ کی وجہ سے اب معنی طلاق کا ہوگا....لیھذا متفقہ اعلامیہ کے جملے کو بڑھا چڑھا کر

کفریہ بنانا بدگمانی تعصب کے سوا کچھ نہیں لازم تھا کہ قرینہ کلام متکلم حال وغیرہ کے تحت یہی سمجھا جاتا کہ یہاں اجتہادی خطاء کے وقوع کے معاملے میں انبیاء سے مراد ہر ہر نبی نہیں بلکہ بعض انبیاء مراد ہیں....جو کہ کفر بے ادبی نہیں توبہ رجوع لازم نہیں ہاں مراد پوچھنا لازم اچھے معنی لینا لازم تھا

.

تیسری بات:

ہم نعوذ باللہ مزمت کے طور پر انبیاء کرام کی اجتہادی خطائیں بیان نہیں کر رہے بلکہ مسلہ علمیہ ضروریہ کے تحت اسکی ضرورت پڑی تو حق سچ بیان کر رہے ہیں لیھزا کوئی بے ادبی گستاخی نہیں

.

چوتھی بات:

انبیاء کرام سے اجتہادی خطاء ممکن و جائز ہے بعض انبیاء کرام سے ہوئی بھی...ایسا اسلاف نے لکھا، مفتی چمن زمان نے لکھا کہ انبیاء کرام سے اجتہادی خطاء سے معصوم و محفوظ ہیں اس پر کچھ دلائل بھی دیے اور افہام و تفہیم کے لیے میرا ان سے مکالمہ ہوا جسے مفتی چمن زمان کے شاگرد علامہ پتافی نے لکھا تو ہم نے اسکا جواب لکھا...چمن زمان کے دلائل کا رد کیا....آیئے اپ بھی پڑھیے
مفتی. چمن زمان صاحب کے شاگرد علامہ مشتاق پتافی کو جواب اور مفتی چمن زمان سے مکالمہ کی تفصیل..........!!!
موضوع کیا انبیاء کرام علیھم السلام سے اجتہادی خطاء ہو سکتی ہے.....؟؟

.

پتافی:

#فتح_مبین (جواب فتح منا رہے ہین....افسوس مطلب افھام و تفھیم مقصد نہ تھا اور نہ انداز افھام و تفھیم والا؟ جبکہ ہم نے وقت مقرر کیا تھ افھام و تفھیم کے کے لیے)

.

پتافی

چند دنوں سے سکھر کے ایک علامہ صاحب جلالی کی حمایت اور محقق زمان مفتی چمن زمان نجم القادری صاحب کی مخالفت میں مسلسل پوسٹیں کر رہے تھے اور دعوے کر رہے تھے کہ مفتی صاحب میرے ان دلائل کا جواب دیں۔۔

(جواب: جلالی صاحب کے موقف کے برعکس میرا موقف ہے جو انہوں نے شاید پڑھا ہی نہیں....)

.

پتافی:

مفتی صاحب کو انکے علمی مبلغ کا علم تھا اسلیے خاطر خواہ اہمیت نہیں دے رہے تھے۔۔

مگر یہ حضرت آئے دن چیلنج پر چیلنج کرتے آئے۔۔

مفتی صاحب کو بعض دوستوں نے کہا کہ آپ انکو جواب دیں۔۔۔

وہ کیا چاہتے ہیں۔!

مفتی صاحب نے کہا اگرچہ میں مصروف ہوں لیکن وہ اپنا شوق پورا کر لیں۔۔

جب چاہیں بات کر لیں۔۔۔آمنے سامنے۔۔۔

مگر اس حضرت کا اصرار تھا کہ فیس بک پر جواب دیں۔۔۔

مفتی صاحب نے کہا میں اتنا فری نہیں۔۔اگر جواب چاہیے تو سامنا کرو۔۔

مفتی صاحب کی عاجزی دیکھیں یہاں تک فرمادیا کہ اگر آپ آنا چاہتے ہیں تو فبہا ورنہ حکم کریں میں آجاتا ہوں۔۔

(جواب:

بلا کر تین چار گھنٹے بات کرنے کا ٹائم تھا مفتی صاحب کے پاس مگر زیادہ سے زیادہ گھنٹہ دلاءل لکھنے میں لگتے اس کے لیے ٹائم نہیں تھا.... شاید سوچی سمجھی سازش تھی کہ عنایت تو سیدھا سادہ ہے اسے مناظرہ کہاں اتا ہے لیھذا بلا کر چالا کی مکاری چرب زبانی سے دھلائی کرتے ہیں)

.

پتافی:

بہرحال وہ خود مفتی صاحب کے پاس آنے کو تیار ہو گئے گزشتہ شب وہ جامعہ میں حاضر ہوئے۔۔۔

مگر آنے سے پہلے انہوں نے کئی ایک بے تکی پوسٹیں کی کہ مفتی صاحب حوالے اور دلائل تیار رکھیے میں مناظرہ کے لیے نہیں افہام و تفھیم کے لیئے آرہاہوں۔۔۔

(جواب:

افہام و تفھیم کی پوستیں کرنا بے تکی کیسے ہو گئیں.....؟)

.

بالآخر وہ رات جامعہ میں آئے۔۔۔

مفتی صاحب کے سامنے بیٹھے

مفتی صاحب نے اپنا مدعی یہ تحریر فرمایا۔۔

(جواب:

مدعی مناظرہ میں لکھا جاتا ہے ہم افہام و تفھیم کے لیے تھے مدعی کہنا غلط بیانی ہے....اسے ایک وضاحتی نوٹ کہا جاسکتا ہے)

.

پتافی:

"#انبیاء_کرام_علی_نبینا_وعلیہم_الصلوۃ_و_السلام_سے

#اجتھاد_میں_خطا_کا_مسئلہ_علماء_کے_مابین_اختلافی_ہے

#لیکن_راجح_اور_ہمارے_اکابر_کا_مختار_یہ_ہے_کہ_انبیاء_کرام

#علی_نبینا_وعلیہم_الصلوۃ_والسلام_باب_اجتھاد_میں#خطا_سے_معصوم_ہیں"

علامہ صاحب نے اپنا مدعی خود اپنے ہاتھوں سے یہ تحریر فرمایا

(جواب:

مدعی نہیں وضاحت لکھی تھی مدعی تو وہ تھا جو بار بار فیس بک پے بولا اور سامنے بھی بولا وہی معتبر یہ تو فقط تنبیہ و وضاحت لکھی)

" #انبیاء_کرام_علی_نبینا_وعلیہم_السلام_خطا_فی #الاجتھاد_سے_معصوم_نہیں_بعض_انبیاء_کرام_سے #اجتھادی_خطا_ہوئی_بھی_ہے_لیکن_اللہ_جل_شانہ_انبیاء #کرام_کی_اصلاح_فرما_دیتا_ہے_اور_وہ_اپنی_خطا_اجتھادی#پر_قائم_نہیں_رہتے"

.

پتافی:

مفتی صاحب نے انبیاء کرام کے لیے لفظ اصلاح کو ناپسند فرمایا۔۔

بہر حال انکا مدعی تھا۔۔۔

اور میں یہاں کہوں گا دیکھیے جلالی کی حمایت نے کیسا دل مردہ کر دیا کہ دلائل ڈھونڈ کر کیا ثابت کرنے آئے۔۔انبیاء کرام کی خطائیں۔۔۔العیاذ باللہ

(جواب: ہم کئ بار لکھ چکے کہ پاک ہستیوں کی خطاءیں تلاشنا نہ ہمارا شوق ہے نا ہی پسندیدہ موضوع مگر جب اسلاف نے لکھا تو ان کے خلاف جو لکھے گا تو ہم اسلاف کا دفاع اسلاف کے حوالے بیان کر کے کریں گے... جن اسلاف نے اجتہادی خطاء لکھا کیا ان کے متعلق بھی کہو گے جو ہمارے بارے مین لکھا اعتقاد رکھا العیاذ باللہ.....؟؟)

.

پتافی:

بہر حال جلالی کے حمایتی

(جواب: حمایتی کس حد تک ہوں یہ بھی پتہ ہونا چاہیے تھا میرا موقف پہلے پڑھ تو لیتے ؟)

.

پتافی:

صاحب نے کہا کہ میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے دلائل اور حوالہ جات سے ثابت کریں کہ انبیاء کرام اجتھادی خطا سے معصوم ہیں۔۔!

(جواب:

میں نے یہ نہین کہا کہ دلاءل دیں.... میں تو دلائل سننے کو بھی تیار نہ تھا.. کافی وقت تک مفتی صاحب کو دلاءل دینے سے روکے رکھا... میرا موقف تھا کہ مسلہ اعتقادی اہم ہے لیھذا فقط اسلاف کے اقوال و حوالہ جات ہی پیش کیجیے... یہ بات بات کرتے وقت بھی کئ بار کہی اور اس سے پہلے بھی فیس بک پر ایسا ہی کہہ چکا تھا)

.

پتافی:

مفتی صاحب نے سب سے پہلے اپنی گفتگو شروع کی دلائل سے--،

چند منٹ بعد جب مفتی صاحب کی گفتگو انکی سمجھ سے بالاتر ہوئی تو کہنے لگے دلائل کو چھوڑ دیں بس اکابر کے حوالے پیش کریں--

(جواب:

بدگمانی کی آپ نے کہ دلاءل سمجھ سے بالاتر تھے اس لیے منع کیا... بلکہ میں نے دلائل کے بجائے حوالہ جات کی بات اس لیے کی کہ یہ موضوع اجتہادی نہیں اعتقادی ہے... اسلاف کے عقیدے پر چلیں گے نا کہ اپنے مدعی و دلائل پر)

.

پتافی:

مفتی صاحب نے فرمایا حوالے کی باری بعد میں آتی ہیں پہلے دلائل سنیں---

اس بات پر بہت وقت ضایع کیا اور مانے ہی نہیں کہ میں نے دلائل کا کوئی مطالبہ کیا ہے--

فرمانے لگے میرا آپ سے شروع دن سے حوالوں کا مطالبہ تھا دلائل کا تھا ہی نہیں--

انکو انہی کی آڈی سے پوسٹ میں دکھائی گئی۔

جس میں دلائل کا مطالبہ واضح موجود تھا--

(جواب:

میں نے اکثر حوالہ جات ہی کا مطالبہ لکھا ایک جگہ دلائل لکھا تو اسکا بھی معنی بتادیا کہ دلاءل سے مراد اسلاف سے منقولی دلائل ہیں)

.

پتافی:

مگر چونکہ حضرت بری طرح دلائل میں پھنس رہے تھے تو فرمایا کہ میری مراد دلائل منقولہ تھی۔۔۔آپ اپنے دلائل نہ دیں۔۔۔

حالانکہ پوسٹ میں صرف دلائل کا ذکر تھا منقولہ کی کوئی قید نہیں تھی۔۔

(جواب: قرینہ کلام سیاق وسباق سے واضح کہ یہاں دلاءل سے مراد اسلاف سے منقولی دلائل)

.

حضرت بضد تھے کہ بس مجھے اکابر کے حوالے دکھایئے اور میری جان چھوڑیئے۔

مفتی صاحب نے فرمایا چلو ٹھیک ہے حوالوں کی طرف آتے ہیں۔۔

مفتی صاحب کی طرف سے

#پہلا_حوالہ۔۔

#کشف_الاسرار_عن_اصول_فخرالاسلام_البزدوی

مؤلف: امام علاؤ الدین عبدالعزیز البخاری

المتوفی 730 ھجری

جلد نمبر 3

صفحہ نمبر 290

واجتهاده لايحتمل الخطاء عند الاكثر

ترجمہ: اکثر علماء کے نزدیک نبی کا اجتہاد خطا کا احتمال نہیں رکھتا۔۔

اسکی دلیل منقول بھی مفتی صاحب نے دے دی۔۔

اس حوالہ پر حضرت نے فرمایا کہ کسی ایک نبی کے بارے میں فرمایا گیا ہے انبیاء کرام کے بارے میں دکھاؤ،

۔۔۔سبحان اللہ۔۔

(جواب:

اس میں تعجب کی کیا بات ہے جب موقف ہی یہی ہے کہ انبیاء کرام سے اجتہادی خطاء کی نفی کرنا ہے تو حوالے میں بھی انبیاء سے نفی ہونی چاہیے ناکہ ایک نبی پاک کی... لیھذا حوالہ نامقبول ورد قرار پایا)

.

پتافی:

#دوسرا_حوالہ

#الجامع_لاحکام_القرآن

مؤلف: ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر قرطبیؒ رحمہ اللہ

متوفی 671 ھجری

جلد نمبر 14 صفحہ 23و6

الفرق بینھم وبین غیر ھم من المجتھدین انھم معصومون عن الغلط والخطا وعن التقصیر فی اجتھاد ھم وغیر ھم لیس کذالک ھذا مذھب الجمھور فی ان جمیع الانبیاء صلوات اللہ علیھم معصومون عن الخطا والغلط فی اجتھاد ھم_

ترجمہ: (پچھلی کلام میں بات یہ ہو رہی ہے کہ انبیاء بھی اجتھاد کرتے ہیں جس طرح عام غیر نبی اجتھاد کرتے ہیں،)

عبارت کا ترجمہ: لیکن انبیاء کرام اور باقی غیر نبی مجتھدوں میں فرق یہ ہے کہ انبیاء کرام اپنے اجتھاد میں غلطی خطا اور تقصیر سے معصوم ہوتے ہیں لیکن غیر نبی مجتھدین ان سے بمعصوم نہیں ہوتے۔

اور یہی مذھب جمھور علماء کا ہے اس میں کہ بے شک انبیاء صلوات اللہ علیھم اپنے اجتھاد میں غلطی اور خطا سے معصوم ہوتے ہیں۔۔

اس حوالہ سے حضرت کا یہ اعتراض بھی جاتا رہا کہ صرف ایک نبی کا ذکر ہے یا صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے ہیں۔۔۔

بہر حال یہ حوالہ اس وقت بے دلی سے قبول تو فرمالیا مگر گفتگو کے آخر فرمانے لگے جو آپ کے حوالے قابل قبول ہیں وہ کتب اور مصنف معروف نہیں ہیں۔۔

علامہ قرطبیؒ جیسی شخصیت کو بھی جلالی کا حمایتی غیر معروف کہہ کر جان چھڑائی۔۔

(جواب: جن اسلاف کے حوالے ہم نے ان کے مقابلے میں علامہ قرطبیؒ کم ہیں....اور پھر علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں وَلَا يَمْتَنِعُ وُجُودُ الْغَلَطِ وَالْخَطَأِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ كَوُجُودِهِ مِنْ غَيْرِهِمْ، لَكِنْ لَا يُقَرُّونَ عَلَيْهِ، ترجمہ: انبیاء کرام سے غلط و خطاء(اجتہادی)ہوسکتی ہے ممنوع نہیں لیکن انبیاء کرام اجتہادی خطا پر دائم قائم نہیں رہتے

(تفسیر قرطبیؒ 308/11)

لیھذا یہ حوالہ بھی نامقبول ورد قرار پایا)

.

پتانی

#تیسرا_حوالہ۔۔

#روح_المعانی۔۔

جلد12

صفحہ نمبر178

مولف علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ

ونعلم قطعا ان الانبیاء علیھم السلام معصومون من الخطایا لایمکن وقوعھم فی شیئ منہا ضرورت انا لو جوزنا علیھم شیئا من ذالک بطلت الشرائع ولم یوثق بشیئ ممایذکرون انہ وحی من اللہ تعالی۔۔

ترجمہ اور ہم یقینی طور پر جانتے ہیں کہ بے شک انبیاء کرام خطاؤں سے معصوم ہوتے ہیں ان سے خطاوں سے کچھ بھی واقع ہونا ممکن نہیں۔۔یہ اسلیے کہ اگر ہم ان خطاوں کو ان سے جائز قرار دیں تو شریعتیں باطل ہو جائیں گی اور ان انبیاء سے اعتماد اٹھ جائے گا کہ جو یہ ذکر کر رہے ہیں یہ واقعی اللہ کی طرف سے وحی ہے یا ان میں انکو خطا واقع ہوئی ہے۔۔۔(جواب ہمارے حق میں وحی اور اجتہاد دونوں کی پیروی لازم،انبیاء کرام بتادیتے لکھوادیتے تھے کہ یہ وحی ہے یہ وحی نہیں.... لیھذا وحی غیر وحی میں اشتباہ نہ رہا اور اجتہاد میں خطاء ہوتی تو اللہ کریم فورا وحی فرما کر اصلاح فرمادیتا لیھذا کوئی بطلان واشتباہ نہیں...یہی اسلاف کا قول ہے)

اسلیے ضروری طور پر یقین کرنا پڑے گا کہ انبیاء خطاؤں سے معصوم ہوتے ہیں۔

.

پتافی

یہاں حضرت کو جان چھڑانے ایک اور بہانہ ملا کہ خطا کے ساتھ اجتھاد مذکور نہیں لہذا یہ خطا معصیت بھی ہو سکتی ہے۔

العیاذ باللہ ۔۔۔ جلالی کی حمایت کی نحوست کہ انبیاء سے خطائے اجتھادی کو ثابت کرتے کرتے ان پاک ذاتوں کی طرف خطاے معصیت کو بھی ممکن سمجھتے ہی

(جواب: یہ آپ کا جھوٹ ہے کہ انبیاء کرام سے خطائے معصیت کو ہم نے جائز کہا..... بلکہ میں نے یہ کہا تھا کہ خطاء سے مراد خطاء معصیت ہے اور انبیاء سے اسکی نفی ہے یعنی مز کورہ حوالے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کرام خطاء معسیت سے معصوم ہیں اجتہادی جائز ہے لیھذا یہ حوالہ بھی نامقبول ورد قرار پایا.... اور روح المعانی کا یہ حوالہ بھی دیکھیے کیا لکھتے ہیں

جمهور المحدثين والفقهاء على أنه يجوز للأنبياء عليهم السلام الاجتهاد في الأحكام الشرعية ويجوز عليهم الخطأ في ذلك لكن لا يقرون عليه

ترجمہ:

جمہور.و. اکثر محدثین وفقہاء کا نظریہ ہے کہ انبیائے کرام کے لئے اجتہادی خطا جائز ہے لیکن وہ اجتہادی خطا پر قائم نہیں رہتے (بلکہ اللہ تعالی انکی اصلاح فرمادیتا ہے)

[تفسير الألوسي=روح المعاني,68/7]

.

پتافی:

۔۔۔اس سے اندازہ ہوا جلالی گروپ ناصبیت سے بھی ایک قدم آگے نکل چکے ہیں۔۔

(جواب: ناسبیت سے آیک قدم اگے کا فتوی کفر ہے یا.....؟؟ بہر حال جن اسلاف نے خطاء اجتہادی کو جاءز کہا کیا وہ بھی ناصبی......؟نعوذ باللہ)

.

پتافی:

#چوتھا_حوالہ۔۔۔

#التقریر_والتحبیر

شرح علامہ محقق ابن امیر الحاج۔۔ فتاوی رضویہ پڑھنے سے اندازہ کرلیں ان شخصیت پر اعلی حضرت رحمہ اللہ نے کتنا اور کیسا اعتماد فرمایا۔۔

جلد3صفحہ381

قیل بامتناع جواز الخطا علی اجتھادہ نقلہ فی الکشف وغیرہ عن اکثر العلماء و قال الامام الرازی والصفی الھندی انہ الحق و جزم بہ الحلیمی والبیضاوی وذکر السبکی انہ الصواب وان الشافعی نص علیہ فی مواضع من الام

یہ مسئلہ مختلف فیھا ہے

ترجمہ۔۔ایک قول یہ ہے کہ نبی مجتھد سے خطائے اجتھادی ممتنع ہے۔۔۔

الکشف وغیرہ میں یہی اکثر علماء سے منقول ہے۔۔۔

امام رازی اور صفی ھندی نے فرمایا کہ یہی قول حق ہے۔۔

اور اسی پر حلیمی اور علامہ بیضاوی نے بھی جزم فرمایا اور سبکی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ یہی قول درست ہے۔۔

اور امام شافعی رحمہ اللہ نے الام میں جابجا اسی قول پر نص کی ہے۔۔۔

اس پر حضرت نے کئی بہانے بنائے۔۔۔

کہا کہ یہاں بھی کسی ایک نبی کے بارے کہا گیا ہے سارے نبیوں کے بارے نہیں۔۔

اور فرمایا کہ ہو سکتا ہے مؤلف سے نسبت میں غلطی ہوئی ان بزرگوں نے ایسا نہ فرمایا ہو۔۔

واہ۔۔۔!!

جس ہستی پر اعلی حضرت رحمہ اللہ بے حد اعتماد کرتے ہوں انکے لیے یہ جلالی کا حامی کہ گیا کہ ان پر اعتماد نہیں کیا سکتا۔۔۔

(جواب:

سیدی اعلی حضرت علامہ شامی پر کتنا اعتماد کرتے تھے جگہ جگہ حوالے مگر پھر کچھ جگہ پر علامہ شامی پر اعتراضات بھی کییے.... کبھی مستند سے بھی اشتباہ و غلطی غلط فھمی ہو جاتی ہے اور بات بھی ایک نبی پاک کی ہے ناکہ انبیای کرام کی لیھذا یہ حوالہ بھی نامقبول و رد قرار پایا)

.

پتافی

#پانچواں_حوالہ--

#الموافقات

مصنف--علامہ محقق ابواسحاق ابراھیم بن موسی بن محمد شاطبیؒ رحمہ اللہ

متوفی790

جلد4.صفحہ335

والتفریع علی القول.بنفی الخطا اولی ان لا یحکم باجتھادہ حکما یعارض کتاب اللہ تعالی ویخالفہ

ترجمہ: نفی خطا کے قول پر تفریع بٹھانا اولی ہے تاکہ انکے اجتھاد سے ایسا حکم ثابت ہی نا ہو سکے جو کتاب اللہ کے معارض اور مخالف ہو--

یہ حوالہ بھی یہ کہ ٹھکرادیا کہ کسی ایک نبی بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے ہے لہذا نا قابل قبول--

عدم قبولیت کی وجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک--واہ جلالی کی حمایت کا فائدہ---

(جواب: بدگمانی جھوٹ....رد کی وجہ اسم مبارک نہین بلکہ امکان خصوصیت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور موقف و دلیل میں عدم مطابقت وجہ ہے رد کی..لیھذا یہ حوالہ بھی نامقبول ورد قرار پایا)

.

پتافی:

#چھٹا_حوالہ

#قواطع_الادلہ_فی_الاصول

امام ابو مظفر منصور بن محمد بن عبدالجبار السمعانی--المتوفی489

جلد2

صفحہ 105

لانہ علیہ السلام کان معصوما عن الخطا فی الاحکام

ترجمہ---اسلیے کہ آپ علیہ السلام احکام میں خطا سے معصوم ہیں---

اس حوالہ پر انکا ایک اعتراض یہ تھا کہ یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ کے لیے--ہے--اور خطا کے ساتھ اجتھاد نہیں دبے لفظوں میں جلالی کے حمایتی نے معاذاللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خطا معصیت کا قول کر رہے تھے

(جواب جھوٹ خطائے معصیت کا قول نہیں کیا کمامر)

(جواب: بدگمانی جھوٹ....رد کی وجہ اسم مبارک نہین بلکہ امکان خصوصیت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور موقف و دلیل میں عدم مطابقت وجہ ہے رد کی.... لیھذا یہ حوالہ بھی نامقبول ورد قرار پایا)

.

پتانی:

---یہ سارے گناہ جلالی کے کھاتے میں ہی جائیں گی---کیوں یہ خطا خطا کا کھیل انہوں نے ہی ایجاد کیا ہے--

(جواب جن اسلاف نے خطاء اجتہادی کا قول کیا وہ بھی گستاخ و گناہ گار.....؟ جلالی سے اتنا بغض....؟اختلاف کیجیے مگر حد میں رہتے ہوئے)

.

پتانی:

#ساتواں_حوالہ--

#الفکر_السامی--

محمد بن حسن الحجوی الثعالبہ الفاسی--متوفی--1291ھجری

جلد1

صفحہ138

والصواب ان اجتھادہ علیہ السلام لایخطی--

ترجمہ۔۔۔درست قول یہ ہے کہ آپ علیہ سلام اپنے اجتھاد میں خطا نہیں کرتے۔۔

توچونکہ حوالہ رد کرنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کو متعین کیے ہوےے تھے لہذا کہا کہ یہاں بھی صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔۔(جواب: بدگمانی جھوٹ....رد کی وجہ اسم مبارک نہین بلکہ امکان خصوصیت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور موقف ودلیل میں عدم مطابقت وجہ ہے رد کی... لیھذا یہ حوالہ بھی نامقبول ورد قرار پایا)

#آٹھواں_حوالہ

#المعتقد_والمنتقد۔۔

سیدنا فضل رسول بدایونی

جس پر اعلی حضرت عظیم البرکت نے حاشیہ کے لیے اس کتاب کا انتخاب فرمایا۔۔

ان القول بجواز الخطا علیھم فی اجتھاد ھم قول بعید مھجور فلا یلتفت الیہ۔۔

ترجمہ۔۔۔بے شک انبیاء علیہم السلام کے بارے خطائے اجتھادی کا قول حق سے بعید ہے نا قبل عمل اس قول کی طرف التفات نہیں کیا جایے گا۔۔۔

محشی جب کسی کتاب پہ حاشیہ لکھتا ہے تو اگر کتاب میں موجود کسی مسئلہ کو بیان نا کریں اس مسئلہ پر خاموش رہنا یہ محشی کی اس مسئلہ سے اتفاق کی دلیل ہوا کرتا ہے اسے قول تقریری کہتے ہیں۔۔(جواب اس اصول کا حوالہ دیجیے عقلا عین ممکن کہ موافقت کے بغیر عدم توجہ صرف نظر یا بعد میں کچھ لکھنے کی امید پر بھی محشی کچھ جگہ پے حاشیہ نہیں لگاتا لیھذا تقریر نہ ہوا)

بعد میں المعتقد محشی سیدی امام اہلسنت اعلی حضرت مترجم تاج الشریعۃ کی ایک عبارت کی طرف کسی بھائی نے توجہ دلائی جس میں صاف لکھا ہے کہ بعض انبیاء کی وقتی غیر دوامی خطاء(خطاء اجتہادی) اور لغزشیں ثابت ہیں..

ملاحظہ فرمائیں

ملا علی قاری نے فرمایا یہ بات کہنا بچند وجوہ خطا ہے اس لئے کہ لوہاروں کو ملائکہ پر قیاس کرنا منع ہے۔اس لئے کہ انبیاء کی خطاء نہ تھی مگر بعض اوقات ، نادر لغزشیں ، جنہیں صغیرہ کہا جاتا ہے بلکہ خلاف اولی ، بلکہ وہ دوسروں کی برائیوں کی بنسب نیکیاں تھیں ، اور اس کے باوجود وہ لغزشیں بعد میں توبہ سے مٹ گئیں اور

ان کی توبہ کا قبول ہونا محقق ہے ، جیسا کہ اللہ نے اس کی خبر دی ، بر خلاف امتوں کے گناہوں کے اس لئے کہ وہ کبیرہ ، غیر کبیرہ ، ارادی ، غیر ارادی ، اور دائمی گناہوں کو شامل ہیں۔اور ان کی توبہ کی تقدیر پر اس کی صحت کے شرائط کا متحقق ہونا ، اور اس کا مقبول ہونا معلوم نہیں ، بلکہ توبہ کرنے والے کا انجام کار بھی معلوم نہیں بخلاف انبیاء ، کہ وہ لغزش پر قائم رہنے سے معصوم ہیں اور سوء خاتمہ کا ان کو اندیشہ نہیں تو یہ قیاس صحیح نہیں۔اور قاری نے فرمایا : رہا اس کا یہ قول اگر میں گناہ کیا تو انبیاء نے بھی گناہ کیا ، تو اس بات میں سخت اندیشہ ہے اس لئے کہ انبیاء معصوم ہیں اور یہ ان کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالٰی نے ان کی وہ لغزش بخش دی جو معصیت کی صورت میں تھی ، اور جناب باری کی طرف ان کا رجوع مقام توبہ میں ہوا ، تو بخشی ہوئی خطا کو اس کے مقابل میں ذکر کرنا جو حقیقتاً معصیت ہے منع ہے ، اگرچہ معصیت والا اس سے توبہ کر لے کہ وہ تحت مشیت ہے اس لئے کہ شرائط توبہ کی صحت ثابت نہیں لہذا فقیر کو بادشاہوں پر قیاس نہیں کیا جاتا۔المعتقد المنتقد مع المعتمدالمستند۔صفحہ نمبر (252) تا (253) مکتبہ برکات المدینہ جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی۔مترجم حضور تاج الشریعہ حضرت مولانا مفتی اختر رضا خان قادری برکاتی ازہری علیہ الرحمہ۔

.

پتانی:

لہذااس مسئلہ پر اعلی حضرت رحمہ اللہ نے کوئی حاشیہ نالگا کر اس کو تسلیم کر رہے ہیں اور یہ اعلی حضرت رحمہ اللہ کا قول تقریری بنے گا۔۔۔(جواب ہر گز نہیں کمامر)

بہر حال جلالی کے حمایتی نے اس سے ثابت ہونے والے اعلی حضرت کے قول تقریری کو تو ناماناالبتہ کتاب کا حوالہ بادل نخواستہ مان لیا۔۔(جواب اس شرط پر مان لیا کہ قلمی نسخہ میں استمرار موجود نہیں تب اس حوالے کا جواب پہلے دے چکا کہ مصنف کا تسامح عجلت یا فرق نسخہ لیھذا حوالہ معتبر نہ رہا)

پتانی

#نواں_حوالہ۔۔

اسی کتاب پر علامہ تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان صاحب نے فرمایا۔۔

اس کے سوا یہ بات بھی ہے نبیوں سے انکے اجتھاد میں خطا کے جائز ہونے کا قول صحت سے دور مہجور ہے اسکی طرف التفات نہیں۔۔(جواب تاج الشریعہ نے ترجمہ کیا مترجم کا مترجم کتاب کی ہر بات سے اتفاق ہو لازم نہیں... لیھزا تاج الشریعہ کا حوالہ بھی نہ رہا)

.

پتانی:

#دسواں_حوالہ۔۔۔

#نہایت_الاصول_فی_درایۃ_الاصول

مولف۔۔ شیخ صفی الدین محمد بن عبدالرحیم الھندی

متوفی۔۔715ھ

صفحہ۔۔3811

اذا جوزنا لہ الاجتھاد فالحق عندنا انہ لا یجوز لہ ان یخطی

لنا۔۔ان تجویز الخطا علیہ غض من منصبہ فوجب ان لا یجوز۔

ترجمہ۔۔

جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اجتھاد کو جائز قرار دیں تو حق ہمارے نزدیک یہ قول ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطا نہیں کرتے۔۔

ہم یہ اسلیے کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خطا کو جائز قرار دینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب کے مناسب نہیں۔۔تو واجب ہے کہ ہم خطا کو جائز قرار نا دیں۔۔۔

اوراس حوالے پر جواب انکا ایک ہی تھا یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے--(جواب: بد گمانی جھوٹ....رد کی وجہ اسم مبارک نہین بلکہ امکان خصوصیت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور موقف ودلیل میں عدم مطابقت وجہ ہے رد کی.... لیھذا یہ حوالہ بھی نامقبول ورد قرار پاپا)

.

پتافی:

#گیارہواں_حوالہ---

تفسیر الفخر الرازی

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ

جلد--10

صفحہ--170

--دلت الایۃ علی ان الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام معصومون عن الخطا فی الفتوی وفی الاحکام

ترجمہ: آیۃ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بے شک انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام فتوی اوراحکام میں خطا سے معصوم ہیں---

اور جلالی کے علمی یتیم نے جو یہاں جو بونگی ماری کہ اہل علم حیران ہیں کہ کوئی عالم یہ بات کر سکتا ہے--

انہوں نے اس حوالہ پر فرمایا کہ

یہاں خطا فی الفتوی والاحکام لکھا ہے---

یہ خطاے اجتہادی کے بارے میں نہیں بلکہ خطا معصیت کے بارے ہے--اہل علم اس سے جلالی کے حمایتی کا علمی مبلغ کا اندازہ کر سکتے ہیں---یہ جلالی گروپ دوسروں کو علمی یتیم کہ کر پکارتے ہیں خود ان کے علمی مبلغ کا یہ حال ہے

(جواب: طعنے کسنے پھکی مارنے کے علاوہ اپ کے پاس میرے اعتراض کا جواب نہیں کیا......؟؟

یہاں خطس ءاجتہادی کا ذکر نہ تو لفظا ہے نہ ہی سیا قا سبا قا... لیھذا یہ حوالہ بھی نامقبول ورد قرار پاپا)

.

پتافی

#بارہواں_حوالہ۔۔۔

#حاشیہ_التوضیح_والتصحیح

محشی۔۔النحریر الھمام ابن عاشور قاضی مالکی رحمہ اللہ

المتوفی۔۔684

وقد ترک المصنف التنبیہ علی منع الخطا فی اجتھادہ صلی اللہ علیہ وسلم وھوالذی اختارہ الامام وقال انہ الحق۔۔

ترجمہ: مصنف نے اس بات پر تنبیہ کو چھوڑ دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجتھادی خطا ممتنع ہے اور اسی قول کو امام نے پسند فرمایاہےاور فرمایاہے یہی قول حق ہے۔۔

(جواب: رد کی وجہ اسم مبارک نہین بلکہ امکان خصوصیت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور موقف ودلیل میں عدم مطابقت وجہ ہے رد کی کمامر... لیھذا یہ حوالہ بھی نامقبول ورد قرار پایا)

.

پتانی

#تیرہواں_حوالہ۔۔۔

#البحر_المحیط

امام ابوحیان اندلسی۔۔المتوفی 745ھ

جلد 7.. صفحہ۔۔378

ویعلم قطعا ان الانبیاء علیھم السلام معصومون من الخطایا لایمکن وقوعھم فی شیئ منھا ضرورت انا لو جوزنا علیھم شیئا من ذالک بطلت الشرائع ولم یوثق بشیئ ممایذکرون انہ وحی من اللہ تعالی۔۔

ترجمہ: اور ہم یقینی طور پر جانتے ہیں کہ بے شک انبیاء کرام خطاؤں سے معصوم ہوتے ہیں ان سے خطاؤں سے کچھ بھی واقع ہونا ممکن نہیں۔۔یہ اسلیے کہ اگر ہم ان خطاؤں کو ان سے جائز قرار دیں تو شریعتیں باطل ہو جائیں گی اور ان انبیاء سے اعتماد اٹھ جائے گا کہ جو یہ ذکر کر رہے ہیں یہ واقعی اللہ کی طرف سے وحی ہے یا ان میں انکو خطا واقع ہوئی ہے۔۔۔(جواب ہمارے حق میں وحی اور اجتہاد دونوں

کی پیروی لازم،انبیاء کرام بتادیتے تھے کہ یہ وحی ہے یہ وحی نہیں.... لیھذا وحی غیر وحی میں اشتباہ نہ رہا اور اجتہاد میں خطاء ہوتی تو اللہ کریم فوراً وحی فرما کر اصلاح فرمادیتا لیھذا کوئی بطلان واشتباہ نہیں...یہی اسلاف کا قول ہے)

اسلیے ضروری طور پر یقین کرنا پڑے گا کہ انبیاء خطاؤں سے معصوم ہوتے ہیں--(جواب: قول شاذ ہو سکتا ہے مسنف کا اپنا مختار ہو سکتا ہے اسلاف کے اقوال ہم نے دیے انکے مقابل یہ حوالہ کچھ حیثیت نہیں رکھتا)

.

پتانی

یہ تو ہوئے مفتی صاحب کی طرف سے اکابرین کے حوالہ کہ انبیاء کرام کے بارے خطا فی الاجتھاد مختلف فیہ ہے مگر مختار قول یہ ہے کہ انبیاء کرام خطا فی الاجتھاد سے معصوم ہوتے ہیں---

مگر ان حضرت کی یہ ضد تھی کہ حوالے میں لفظ انبیاء ہو کسی ایک نبی یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے نا ہو---

اور خطا کے ساتھ اجتھاد ہو--

--یعنی انبیاء--اور اجتھاد ہر حوالے میں یہ دو لفظ موجود ہوں--(جواب لفظ شرط قرار نہیں دیا تھا بلکہ سیاق وسباق سے اگر اجتہاد و انبیاء ہون تو بھی ٹھیک)

.

اب آتے ہیں ان حضرت کے ان پندرہ حوالوں کی طرف جن کی رٹ لگا کر یہ بھبکیاں مارتے رہتے ہیں-

-کیا انکے اپنے حوالے میں یہ دونوں الفاظ موجود ہیں--

کیا وہ اکابر کے حوالے ہیں--

(1) وَقد کانَت مِنهُم زلات وخطایاھم

ترجمہ:

اور بے شک بعض انبیاء کرام علیھم السلام سے لغزیشیں اور (اجتہادی) خطائیں ہوئیں

[أبوحنيفة,الفقه الأكبر,page 37]

مفتی صاحب نے فرمایا کہ نمبر ایک اس کتاب کی نسبت امام اعظم کی طرف متکلم فیہا ہے اسکے غیر معتبر ہونے کے لیے اتنا کہ دینا بھی کافی ہے مگر میں مان لیتا حوالہ۔۔ مگر بتائیں عبارت میں خطا کے ساتھ اجتھاد کہاں ہے۔۔۔

(جواب اجتہاد کے ساتھ سیاق و سباق قرینہ کلام کہتا ہے کہ یہاں بات اجتہاد کی ہو رہی ہے ورنہ خطاء معصیت کی تو نفی ہے لیھذا خطا سے مراد اجتہادی خطاء ہی ہوئی)

.

پتانی

ساتھ ہی مفتی صاحب نے فرمایا معاذ اللہ میں انبیاء سے خطائے معصیت کجا میں خطائے اجتھادی کا بھی قائل نہیں مگر میرے حوالے میں خطا کے ساتھ آپ کو اجتھاد چاہیے تھا۔۔۔(جواب نفی کے لیے مطلقا خطا قبول نہیں تھا کیونکہ اس سے یہ بھی مراد ہو سکتا تھا کہ خطاء معسیت کی نفی ہے لیھذا نفی کے وقت اجتہاد کا تذکرہ لفظا یا سیاقا سباقا ضروری جبکہ اثبات میں مطلقا خطا بولا جائے تو خطاء اجتہادی مراد ہو گا کہ خطاء معصیت مراد لینا گناہ)

.

پتانی

اس لیے وہ حوالہ بھی رد کیا جس میں خطا فی الفتوی والاحکام آیا ہے۔۔

لھذا یہ حوالہ آپ کا رد ہوتا ہے۔۔(جواب: رد نہیں ہوتا جیسا کہ اوپر لکھ چکا)

.

پتانی:

مگر میں پھر بھی گن لیتا ہوں۔۔(جواب: شکریہ اور تاج الفقہاد امام اعظم کا ایک حوالہ سب پے بھاری ہے)

.

پتانی

②وجاز الخطا في اجتهاد الأنبياء الا انهم لا يقرون عليه

ترجمہ:

انبیائے کرام کے اجتہاد میں خطا واقع ہونا جائز ہے مگر یہ کہ وہ خطائے اجتہادی پر قائم نہیں رہتے (بلکہ اللہ تعالی انکی اصلاح فرما دیتا ہے)

[التفسیر المظهري,215/6]

مفتی صاحب کی طرف سے اسے بھی گنا گیا۔۔۔

مگر مفتی صاحب نے یہ کبھی کہا ہی نہیں کہ سارے علماء اس پر متفق ہیں کہ انبیاء سے خطا فی الاجتھاد نہیں ہو سکتی مسئلہ مختلف فیہا ہے۔۔۔

یہ علامہ صاحب تفسیر مظہری جواز کے قائل ہیں۔۔ مگر مختار جمہور اس سے ثابت نا ہوا۔۔۔

③لأن الأنبياء معصومون من الغلط والخطأ لئلا يقع الشك في أمورهم وأحكامهم , وهذا قول شاذ من المتكلمين. والقول الثاني: وهو قول الجمهور من العلماء والمفسرين ولا يمتنع وجود الغلط والخطأ من الأنبياء كوجوده من غيرهم. لكن لا يقرون عليه وإن أقر عليه غيرهم

خلاصہ:

وہ جو کہتے ہیں کہ انبیاء کرام غلطی اور خطا سے معصوم ہے یہ قول شاذ متکلمین کا ہے

جمہور علماء اور مفسرین کا قول یہ ہے کہ انبیائے کرام سے اجتہادی غلطی اور اجتہادی خطا ہو جاتی ہے لیکن وہ اس پر قائم نہیں رہتے (بلکہ اللہ تعالی انکی اصلاح فرما دیتا ہے) غیر انبیاء سے خطا اجتہادی ہوتی ہے تو اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ اس پر قائم نہ رہیں بلکہ بعض اس پر قائم بھی رہتے ہیں

[التفسیر الماوردي=النكت والعيون,457/3 بحذف یسیر]

اس پر بھی مفتی صاحب نے فرمایا خطا کے ساتھ اجتھاد کا ذکر نہیں آپکے اپنے دعوی کے مطابق یہ بھی رد ہے

(جواب جیسا کہ فقہ اکبر میں مطلقا خطاء اثبات تھی تو لازما اجتہادی مراد اسی طرح یہاں بھی اجتہادی خطاء مراد اور اس حوالے میں یہ بھی ہے کہ مفتی چمن زمان والا موقف شاذ ثابت اور اس حوالے میں یہ بھی ثابت کہ عنایت والا موقف جمھور کا ہے لیھزا جمھور کا حوالہ دو کی ڈیمانڈ بھی پوری)

.

پتافی:

.④أن الخطأ إذا وقع من نبي بقول أو فعل فإن الله تعالى يصححه على الفور، مما يبين وجوب الأسوة والقدوة بهم، وأن ذلك لا يؤثر على الاقتداء والتأسي بهم؛ لأن خطأهم مصحح بخلاف خطأ غيرهم

خلاصہ:

جب کسی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے قول یا فعل میں خطا اجتہادی ہوتی ہے تو اللہ تعالی فوراً اس کی تصحیح فرما دیتا ہے (لہذا انبیاء کرام کی خطا اجتہادی وقتی ہوتی ہے جس پر وہ قائم نہیں رہتے اللہ تعالی ان کی اصلاح فرما دیتا ہے) بر خلاف غیر انبیاء کی خطا کے کہ غیر انبیاء سے جب خطا اجتہادی ہوتی ہے تو اللہ تعالی اس کی اصلاح نہیں فرماتا (لہذا غیر انبیاء کی خطا اجتہادی کبھی وقتی ہوتی ہے کبھی دوامی)

[أصول أهل السنة والجماعة,6/1]

.اس حوالے پر بھی مفتی صاحب نے فرمایا کہ یہ اجتھاد سے خالی ہے--(اوپر تفسیل گذر چکی کہ خطاء اثبات ہو تو خطاء اجتہادی مراد لازم)

.

پتانی:

اور کسی ایک نبی کے بارے ہے--اس پر حضرت گویا ہویے کہ نبی نکرہ ہے اور نکرہ میں عموم ہوتا ہے--لہذا سارے انبیاء شامل ہونگے---اس سے طلباء بھی سمجھ سکتے ہیں ابتدائی کتب میں قائدہ موجود ہے کہ نکرہ نفی میں ہو تو عموم کا فائدہ دیتا ہے--لیکن حضرت جلالی کے حمایتی تو جلالی کی طرح مبادیات سے بھی غافل نکلے

(جواب عموم بولنا میری غلطی مگر یہاں لفظ نبی مطلق اور مطلق اپنے اطلاق پر سب کو شامل لیھزا یہ حوالہ بھی معتبر)

.

پتانی:

⑤وَقَالُوا: يَجُوزُ الْخَطَأُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ إِلَّا أَنَّهُمْ لَا يُقَرُّونَ عَلَيْهِ

ترجمہ:

علماء فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام سے خطاء جائز ہے مگر یہ کہ وہ خطا پر قائم نہیں رہے تھے

[تفسير البغوي-طيبة,333/5]

. یہ بھی خطا اجتھاد کے بغیر لہذا اپکے اپنے قائدے کے مطابق یہ حوالہ بھی رد۔۔۔(اوپر فقہ اکبر کے حوالے میں مز کورہ وثابت ہوا کہ خطاء اثبات ہو تو لا محالہ خطاء اجتہادی مراد لیھذا حوالہ معتبر اور لفظ قالوا میں صاف واضح کہ یہ مذہب اکثر علماء کا ہے)

.

پتانی:

مفتی صاحب بار بار یہ بھی فرمارہے تھے کہ معاذاللہ میں خطائے اجتھادی سے بھی انبیاء کو معصوم مانتا ہوں چہ جایے کہ خطائے معصیت

--

مگر جس بنیاد پر مفتی صاحب کے حوالے وہ حضرت رد کررہے تھے اسی بنیاد ایسا کہا گیا۔۔(جواب بنیاد ہی غلط ثابت کردی ہم نے جیسا کہ فقہ اکبر کے حوالے میں لکھا)

.

پتانی

⑥فأخطأ في الاجتهاد،وهذا شأن الأنبياء لا يُقَرُّون على الخطأ

ترجمہ:

نبی پاک سے اجتہاد میں خطاء ہوئی اور یہ انبیائے کرام کی شان ہے کہ وہ خطاء (اجتہادی) پر قائم نہیں رہتے (بلکہ اللہ تعالی انکی اصلاح فرمادیتاہے)

[الكوثر الجاري إلى رياض أحاديث البخاري,36/6ملخصا]

اخطا میں ایک نبی کا ذکر ہے۔۔ لہذا یہ بھی رد۔۔۔(جواب شان الانبیاء مین لفظ انبیاء نظر نہیں ایا اپ کو....؟لیھذا یہ حوالہ بھی معتبر)

.

پتانی

یہ انداز بھی اسلیے اپنایا گیا کیوں حضرت نے خود مفتی صاحب کے حوالے کے بارے پہلے یہی انداز اپنا چکے تھے (جواب مطلب حقیقت کچھ اور ہے مگر یہان حق کو میرے انداز کی وجہ سے ٹھکرایا...؟ یہ تو مناظرانہ مکارانہ انداز ہوا افھام و تفہیم کا نہ ہوا)

.

.

پتانی:

⑦يجوز وقوع الخطأ منهم، لكن لا يقرّون عليه،

ترجمہ:

انبیائے کرام سے خطا اجتہادی کا واقع ہونا جائز ہے لیکن وہ خطا پر قائم نہیں رہتے (بلکہ اللہ تعالی انکی اصلاح فرما دیتا ہے)

[روضۃ الناظر وجنۃ المناظر,354/2]

اس میں بھی خطا کے ساتھ اجتہاد کہیں ذکر نہیں (فقہ اکبر کی بحث میں ثابت کر چکا کہ اثبات میں خطاء لکھا ہو تو لا محالا اجتہادی خطاء مراد ہے کما مر لیھذا یہ حوالہ بھی معتبر)

.

پتانی:

⑧يجوز عليهم، ولا يقرون عليه

انبیائے کرام سے خطا اجتہادی کا واقع ہونا جائز ہے لیکن وہ خطا پر قائم نہیں رہتے (بلکہ اللہ تعالی انکی اصلاح فرما دیتا ہے)

[التمهيد في أصول الفقه,317/4]

یہاں تو نا خطا کا ذکر نا انبیاء کا نہ اجتہاد۔۔۔(جواب سیاق وسباق پڑھا ہوتا تو اس طرح نہ ٹھکراتے.... بحث ہی جب خطاء اجتہادی کی چل رہی ہے تو اس پر فرمایا گیا کہ انبیاء سے اجتہادی خطاء جائز مگر وہ اس پر قاءم وداءم نہین رہتے.... لیھذا یہ حوالہ بھی معتبر)

.

پتانی

⑨انبیاء (علیہم السلام) اپنی عصمت میں زلات (لغزشوں، اجتہادی خطاء، مکروہ تنزیہی یا خلاف اولی کا ارتکاب) سے مامون (محفوظ) نہیں ہوتے

(تبیان القرآن تحت سورہ الاعلی آیت 6)

یہ حوالہ اکابر میں سے نہیں۔۔(جواب ہم تو انکو متاخرین اکابرین میں سمجھتے ہیں جیسا کہ اپ نے تاج الشریعہ کو اکابرین میں سمجھا اسی یہ شیخ الحدیث والتفسیر بھی اکابر میں شمار لیھزا یہ حوالہ بھی معتبر)

.

دوسرے یہ کہ نبی بھی اجتہاد کر سکتے ہیں کیونکہ ان دونوں حضرات کے یہ حکم اجتہادی تھے نہ کہ وحی۔ تیسرے یہ کہ نبی کے اجتہاد میں خطا بھی ہو سکتی ہے

(نور العرفان تحت سورہ الانبیاء آیت 79)

یہ حوالہ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کا دیا ہوا ہے مگر حضرت کو پتا ہی نہیں تھا کہ اس کتاب کے مصنف کون ہیں(جواب مفتی چمن زمان کو بھی پرہ نہ تھا کہ اسکا مصنف کون ہے)

.

پتافی

کیوں یہ حضرت خود طاہر القادری کو گمراہ مانتے ہیں اور انبیاء کرام کو خطا پر ثابت کرنے کے کیے انکا قول بھی لے کر آئے۔۔واہ واہ سبحان اللہ جلالیو دیکھ لو۔۔؟(جواب یہ حوالہ منہاجیوں کے لیے حجت کے طور پر ہے)

.

پتافی:

.10)حضرت آدم علیہ السلام سے اجتہاد میں خطا ہوئی اور خطائے اجتہادی معصیت نہیں ہوتی۔

(خزائن العرفان تحت سورہ بقرہ ایت 36)

یہ حوالہ بھی اکابرین میں سے نا تھا۔۔۔(جواب ہم تو انکو متاخرین اکابرین میں سمجھتے ہیں جیسا کہ اپ نے تاج الشریعہ کو اکابرین میں سمجھا اسی یہ شیخ الحدیث والتفسیر بھی اکابر میں شمار لیھذا یہ حوالہ بھی معتبر)

.

11)نوح(علیہ السلام) یا تو اس نہی کو بھول گئے یا ان سے خطا اجتہادی ہوئی

(نور العرفان تحت سورہ المومنون آیت 27)

یہ حوالہ ایک تو اکابرین کا نا تھا دوسرا کسی ایک نبی کے بارے تھا سب کے لیے نہیں۔۔۔(جواب ہم تو انکو متاخرین اکابرین میں سمجھتے ہیں جیسا کہ اپ نے تاج الشریعہ کو اکابرین میں سمجھا اسی یہ شیخ الحدیث والتفسیر بھی اکابر میں شمار البتہ انبیاء کا زکر نہیں اس لیے غیر معتبر مان لیا)

.

پتافی:

.12)اس لئے کہ انبیاء(علیہم السلام)معصوم ہوتے ہیں۔یہ ہو سکتا ہے کہ اجتہاد میں خطا ہو جائے۔چنانچہ آپ کو بھی اجتہاد میں خطا ہوئی اور خطا اجتہادی معصیت نہیں ہوتی۔

(عرفان القرآن تحت سورہ بقرہ ایت 36)

مکرر

.13)تفسیر صراط الجنان میں ہے کہ:

(1)اجتہاد بر حق ہے اور اجتہاد کی اہلیت رکھنے والے کو اجتہاد کرنا چاہیے۔

(2)... نبی علیہ السلام بھی اجتہاد کر سکتے ہیں کیونکہ ان دونوں حضرات کے یہ حکم اجتہاد سے تھے نہ کہ وحی سے۔

(3)... نبی علیہ السلام کے اجتہاد میں خطا بھی ہو سکتی ہے تو غیر نبی میں بدرجہ اولی غلطی کا احتمال ہے۔

(4)... خطا ہونے پر اجتہاد کرنے والا گنہگار نہیں ہوگا۔

(5)... ایک اجتہاد دوسرے اجتہاد سے ٹوٹ سکتا ہے البتہ نص اجتہاد سے نہیں ٹوٹ سکتی۔

(صراط الجنان تحت سورہ انبیاء آیت 78)

اکابرین میں سے نہیں۔۔۔(جواب ہم تو انکو متاخرین اکابرین میں سمجھتے ہیں جیسا کہ اپ نے تاج الشریعہ کو اکابرین میں سمجھا اسی یہ شیخ الحدیث والتفسیر بھی اکابر میں شمار لیھذا یہ حوالہ بھی معتبر)

.

پتانی:

.14)لاالصغائر غیر المنفرۃ خطا

ترجمہ:

انبیاء کرام(اجتہادی)خطاءوالے صغائر غیر منفرہ سے معصوم نہیں

(مسامرہ ص195)

خطا اجتھادی کا ذکر ہی نہیں۔۔(جواب فقہ اکبر کی بحث میں ثابت کر چکے کہ خطا اثبات ہو تو لامحالہ لازما اجتہادی مراد لیھذا یہ حوالہ بھی معتبر)

.15)جمهور المحدثين والفقهاء على أنه يجوز للأنبياء عليهم السلام الاجتهاد في الأحكام الشرعية ويجوز عليهم الخطأ في ذلك لكن لا يقرون عليه

ترجمہ:

جمہور.و.اکثر محدثین وفقہاء کا نظریہ ہے کہ انبیائے کرام کے لئے اجتہادی خطا جائز ہے لیکن وہ اجتہادی خطا پر قائم نہیں رہتے(بلکہ اللہ تعالی انکی اصلاح فرمادیتا ہے)

[تفسير الألوسي=روح المعاني,68/7]

خطائے اجتھادی کا ذکر نہیں۔(جواب اللہ اللہ یہ مکاری توبہ....ذالک کا مشار الیہ کیا ہے....؟؟ادنی سا طالب علم بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہاں مشار الیہ الاجتہاد ہے لیھزا یہ ھوالہ بھی معتبر)

.

پتانی

مفتی صاحب کے سارے الزامی جوابات تھے۔۔(مطلب حقیقت کچھ اور تھی اور محض الزامارد کیا؟افسوس یہ کسی افھام و تفھیم والے عالم سچے عالم کا شیوہ نہیں کہ وہ الزاما حق کو ٹھکرادے)

.

پتانی

مفتی صاحب نے فرمایا یہ پندرہ حوالے بہت تھوڑے میں آپ کو سو حوالے پیش کر سکتا ہوں کہ جنہوں نے فرمایا ہے کہ انبیاء سے خطاے اجتھادی ہو سکتی ہے اس کا انکار ہی نہیں۔۔دعوی میں یہ لکھ دیا گیا کہ مسئلہ مختلف فیہادونوں طرف علماء کے قول موجود ہیں مگر دعوی یہ ہے مختار مذھب کونسا۔۔(جواب یہ اب قارءین و علماء پرھ کر ہی فیسلہ کریں گے کہ کون ھق پے عنایت یا مفتی چمن زمان ساحب)

.

پتانی

تو مفتی صاحب نے فرمایا ہم نے جو حوالے پیش کیے انکے اندر

مختار اور اولی مذھب ثابت ہوا۔۔(جواب ہم مفتی ساھب کے حوالہ جات کا رد کر دیا اکا دکا معتبر نہیں کہ ہمارے اکثر حوالے معتبر ثابت)

.

پتانی:

دوسرے قول یعنی خطا کے جواز کا قول مھجور ہے صحت سے بعید ہے اسکی طرف التفات نہیں کیا جایے گا۔۔۔جیسا علامہ تاج الشریعہ مفتی اختر رضا الازھری نے فرمایا۔۔(جواب جھوٹ تاج الشریعہ نے ترجمہ کیا جسکا یہ مطلب نہین کہ ساری کتاب سے وہ متفق...اس کے بر عکس ہم نے جمھور و معتبر اسلاف کے حوالے پیش کییے)

.

پتانی:

بالآخر حضرت اٹھتے ہوئے فرمانے لگے کہ میرے حوالے معتبر اور معروف کتب و مصنفین کے ہیں۔۔(جواب جیسا کہ اوپر ثابت کر دیا الحمدللہ)

.

پتافی:

اور آپ کے حوالے کتب معروفہ نہیں اور مصنفین بھی معروف نہیں۔۔لہذا میں ابھی رجوع نہیں کرونگا میں جا کر دیکھوں کہ کے آپ نے جن کتابوں کے حوالے دیے وہ مضبوط ہیں یا میرے حوالے مضبوط۔۔(اب ثابت کر چکا کہ میرے حوالے معتبر)

.

پتافی:

اگر آپکے مضبوط نکلے تب رجوع کروں گا۔۔(جواب اب اپ وسعت قلبی کرتے ہوءے حق قبول کریں رجوع کریں)

.

پتافی:

بیچ میں حضرت جلالی کے حمایتی انبیاء کو خطا پر ثابت کرنے کے لیے اللہ احد کی آیت کو قابل نسخ کا قول کر دیا۔العیاذ باللہ۔۔۔(جواب ساتھ میں وضاحت بھی کر دی تھی کہ جب کوءی ایت نازل ہوتی تو اس میں مکمل نسخ یا حکم نسخ یا تلاوت نسخ کا احتمال موجود کما لا یخفی علی من لہ ادنی تامل.....کوئی بھی ایت چاہے قل ہو اللہ ہو جب نازل ہو رہی تھی تو اس میں احتمال نسخ(نسخ تلاوت نسخ حکم کوئی بھی امکان نسخ) تھا... مفتی چمن زمان نے اسے کفر قرار دیا... یہ جملہ کلمہ کفر تھا یا نہ تھا ہر حال میں توبہ کرتا ہوں...اب آپ مفتی چمن پر لازم ہے کہ اسکو زید بکر کا نام دیکر کفر ثابت کریں ورنہ کفر اپ پر لوٹ آئے گا توبہ آپ کو سر عام کرنی ہوگی) بعد میں سیدی رضا یہ عبارت ملی جو ہمارے قول کی دلیل ہے

کان نسخ التلاوۃ والحکم جمیعا جائزا فی حیاۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

قرآن عظیم سے کسی چیز(کسی بھی آیت)کی تلاوت و حکم دونوں کا منسوخ ہونا زمانہ نبوی صلی للہ تعالٰی علیہ وسلم میں جائز تھا

(کشف الاسرار عن اصول البزدوی188/3 بحوالہ فتاوی رضویہ 261/14)

.

اب مفتی چمن زمان زید بکر کا نام ڈال کر کفر ثابت کریں ورنہ سرعام توبہ رجوع تجدید ایمالن تجدید نکاح کریں کہ مسلمان پر بلادلیل کفر کا فتوی دیا

الحدیث:

يَا كَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدُهُمَا

جس نےبظاہر مسلمان کو کافر کہا تو کفر دونوں میں سے کسی ایک کی طرف لوٹے گا(بظاہر مسلمان نے اگر واقعی کفر کیا ہے تو وہ کافر اور اگر بظاہر مسلمان حقیقتا بھی مسلمان ہے تو کافر کہنے والے کی طرف کفر لوٹے گا)

[صحيح البخاري حديث6103]

.

پتافی:

گستاخ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی حمایت کے یہ سب نقصانات ہیں۔۔۔اللہ سے پناہ مانگو کہ اللہ ناراض ناہو۔۔ورنہ حال یہی ہوتا ہے جو کل ایک حمایتی کا دیکھا گیا۔۔(جواب اجتہادی خطاء جب انبیاء کی منسوب ثابت ہے وہ بے ادبی گستاخی نہیں،سیدنا امیر معاویہ سیدہ عائشہ کی طرف منسوب کرنا گستاخی نہیں تو سیدہ فاطمہ کی طرف منسوب کرنا بھی گستاخی نہیں....البتہ اس بارے میں میرا موقف علامہ جلالی سے الگ ہے میری ٹائم لاءن پے لفظ سیدہ فاطمہ کی اجتہادی خطاء لکھ کر سرچ کریں اور کافی نیچے جاکر تین موقف پڑھیں)

.

#تحریر_مشتاق_احمد_پتافی

#جامعة_العین_سکھر

.

نوٹ: یہ بغض چالا کی مکاری ہے یا غفلت کہ علامہ پتافی چمنی نے اپنے استاد کے حوالہ جات کا ترجمہ کیا مگر ہمارے حوالہ جات سے ہمارا ترجمہ ہی اڑادیا... لیکن ہم نے اب جواب دیتے وقت دوبارہ اپنا ترجمہ ڈال دیا ہے

.

اجتہادی خطاءیں گنوانا نہ ہمارا شوق ہے نہ پسندیدہ موضوع مگر محبت کی آڑ میں حق سچ نصوص و عباراتِ اسلاف کو جھٹلایا جائے... جھوٹ کو محبت کہا جائے تو حق سچ واضح کرنا لازم

.

القرآن.. ترجمہ:

حق سے باطل کو نا ملاؤ اور جان بوجھ کر حق نہ چھپاؤ

(سورہ بقرہ آیت 42)

.

الحدیث.. ترجمہ:

خبردار...!! جب کسی کو حق معلوم ہو تو لوگوں کی ھیبت

(رعب مفاد دبدبہ خوف لالچ) اسے حق بیانی سے ہرگز نا روکے

(ترمذی حدیث 2191)

.

الحدیث.. ترجمہ:

حق کہو اگرچہ کسی کو کڑوا لگے

(مشکاۃ حدیث 5259)

.

جو حق (بولنے، حق کہنے، حق سچ بتانے) سے خاموش رہے وہ گونگا شیطان ہے

(رسالہ قشیریہ 245/1)

.

الحدیث:

متنطعون(تعریف تنقید تقریر تحریر وغیرہ قول یا عمل میں غلو.و. مبالغہ کرنے والے)ہلاکت میں ہیں(مسلم حدیث6784)

بعض انبیاء کرام صحابہ اہلبیت اسلاف سے مطلقا اجتہادی خطاء کی نفی کرنا حق سچ کے خلاف ہے، جھوٹی تعریف اور غلو نہیں تو اور کیا ہے...؟؟

بےادبی جرم مگر تعریف میں حدو سچائی بھی لازم

.

مفتی چمن زمان کی کتاب محفوظہ پر تبصرہ:

قسط6:

مفتی چمن زمان کی سب سے بڑی دلیل اور اسکا رد

مفتی چمن زمان کہتے ہیں کہ

خطیب مذکور(علامہ جلالی)کی پہلی گفتگو میں "خطا""اجتہادی خطاء" کے معنی میں ہونے کا نہ احتمال ہے نہ قرینہ (محفوظہ ص169)

لکھتے ہیں عرف بدلتے رہتے ہیں(محفوظہ ص218)

اہل عرف نے خطیب مذکور کی گفتگو کو بےادبی پر محمول کیا(محفوظہ ص23)

.

تبصرہ:

لگتا ہے انکے جھوٹ بدگمانی حسد تعصب ایجنٹی کی کوئی حد نہیں....احادیث مبارکہ کے مطابق جب حیاء وخوف خدا نہ ہو تو انسان کچھ بھی کر سکتا ہے، کچھ بھی کہہ سکتا ہے...خطاء سے خطاء اجتہادی کا احتمال ہی نہیں ایسا ایک ادنی سا طالب علم بھی نہیں کہہ سکتا اور یہاں محقق زماں کہہ رہا ہے...اناللہ وانا الیہ راجعون

.

الْخَطَأَ ") : بِفَتْحَتَيْنِ، وَيَجُوزُ مَدُّهُ وَهُوَ ضِدُّ الصَّوَابِ، وَالْمُرَادُ بِهِ هُنَا مَا لَمْ يَتَعَمَّدْهُ، وَالْمَعْنَى أَنَّهُ عَفَا عَنِ الْإِثْمِ الْمُتَرَتِّبِ عَلَيْهِ بِالنِّسْبَةِ إِلَى سَائِرِ الْأُمَمِ، وَإِلَّا فَالْمُؤَاخَذَةُ الْمَالِيَّةُ كَمَا فِي قَتْلِ النَّفْسِ خَطَأً، وَإِتْلَافُ مَالِ الْغَيْرِ ثَابِتَةٌ شَرْعًا، لِذَا قَالَ عُلَمَاؤُنَا فِي أُصُولِ الْفِقْهِ: الْخَطَأُ عُذْرٌ صَالِحٌ لِسُقُوطِ حَقِّ اللَّهِ تَعَالَى إِذَا حَصَلَ مِنِ اجْتِهَادٍ،

خلاصہ:

خطاء کا ایک معنی اثم یعنی گناہ ہے اور ایک معنی اجتہاد میں خطاء

[مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح,4052/9]

.

نثبت(٢) الخطأ في أربعة أجناس. – أن يصدر الاجتهاد من غير أهله. - أو لا يستتم المجتهد نظره. – أو يضعه في غير محله، بل في موضع فيه دليل قاطع. – أو يخالف في اجتهاده دليلاً قاطعاً

خلاصہ

خطاء کی چار اقسام ہیں اجتہاد کا جو اہل نہیں وہ خطاء کرے (خطاء معصیت)، مجتھد سے اجتہاد میں کوئی کمی رہے اور وہ خطاء اجتہادی کر بیٹھے، خطاء کی ایک قسم یہ کہ اجتہاد قطعی محل میں رکھے یا اجتہاد قطعی دلیل کے مقابل لاءے

(المستصفی81/4)

وَكَذَلِكَ يَكُونُ الْمُخْطِىءُ مِنْ طَرِيقِ الِاجْتِهَادِ

خطاء کا ایک معنی جو اجتہاد کے طور پر ہو

[الفروق اللغوية للعسكري,page 55,]

خطادو قسم ہے: خطاء عنادی (خطاءے معصیت)، یہ مجتہد کی شان نہیں اور خطاءاجتہادی، یہ مجتہد سے ہوتی ہے اوراِس میں اُس پر عند اللہ اصلاً مؤاخذہ نہیں۔ مگر احکامِ دنیا میں وہ دو قسم ہے: خطاء مقرر کہ اس کے صاحب پر انکار نہ ہوگا، یہ وہ خطاءاجتہادی ہے جس سے دین میں کوئی فتنہ نہ پیدا ہوتا ہو، جیسے ھمارے نزدیک مقتدی کا امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنا۔ دوسری خطاء منکر، یہ وہ خطاءاجتہادی ہے جس کے صاحب پر انکار کیا جائے گا، کہ اس کی خطا باعثِ فتنہ ہے۔ حضرت امیرِ معاویہ رضی للہ تعالیٰ عنہ کا حضرت سیّدنا امیر المومنین علی مرتضیٰ کرّم للہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے خلاف اسی قسم کی خطا کا تھا

(بہار شریعت جلد اول حصہ 1 ص256)

.

جب ثابت ہو گیا کہ خطاء کے کئی معنی ہیں تو علامہ جلالی صاحب شروع ہی سے اجتہادی خطاء لفظ بولتے یا فورا وضاحت کر کے کہتے کہ اجتہادی خطاء مراد ہے تو بہتر ہوتا مگر

علامہ جلالی نے کچھ مدت بعد اپنی نیت و مراد بتائی کہ اجتہادی خطاء مراد ہے تو بھی مقبول... بلکہ شرعا عرفا انکے قول خطاء سے اجتہادی خطاء مراد لینا ہی واجب جیسے کہ نیچے تفصیل آرہی ہے

وَبِهٰذَا أَجازَ الاِسْتِثْناءَ بَعْدَ مدَّة.

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث سے دلیل پکڑی کہ مطلق بول کر ایک مدت کے بعد استثناء کرنا جائز ہے

(تاج العروس 76/40)

.

بعض کتب میں اتنا تک لکھا ہے کہ جب بھی (علمی ماحول میں) خطاء بولا جائے تو وہ اجتہادی خطاء ہی مراد ہوتا ہے

اعلم أنّ الخطأ والصواب يستعملان في المجتهدات

ترجمہ:

جان لو کہ بے شک خطاء اور صواب اجتہاد میں استعمال ہوتے ہیں [کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم ,683/1]

.

ماما صح عنھم من خطافانہ یحمل علی الاجتھاد....لا علی سوءالاعتقاد والکفر

جواسلاف سے صحیح ثابت ہو کہ انہوں نے خطاء کی یا کہی تو اس خطاء کو خطاء اجتہادی پر محمول کیا جائے گا(خطاء اجتہادی ہی مراد لی جائے گی)خطاء سے برا اعتقاد کفر وغیرہ مراد نہ لی جائے گی

(المنقذ من الضلال188)

یہاں ایک بات تو یہ واضح ہوئی کہ اہل علم یا کسی سچے اچھے مسلمان سے خطاء لفظ نکلے تو اسے اجتہادی خطاء پر محمول کیا جائے گا گناہ قصور مذمت وغیرہ برے معنی مراد نہ لیے جائیں گے....اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اہل علم کے ہاں خطاء کے کئ معنی ہیں، یہ بھی ثابت ہوا کہ خطاء خطاء اجتہادی کا احتمال رکھتا ہے جبکہ چمن زمان محقق زماں کی بدگمانی حسد تعسب ایجنٹی یا کم علمی واضح کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ خطاء خطاء اجتہادی کا احتمال ہی نہیں رکھتا...لاحول ولا قوۃ الا باللہ

.

خطاء کے اچھے برے کئ معنی ہیں تو کسی صحیح المذہب سچے عاشق رسول محب صحابہ محب اہلبیت سے خطاء لفظ نکلے تو اسکا اچھا معنی و محمل مراد لینا واجب بدگمانی حرام

.

#اچھا محمل،اچھا معنی مراد لینا واجب

قرآن و حدیث سے ماخوذ انتہائی اہم اصول.و.حکم.......!!

.

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا كَثِيۡرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوۡا وَ لَا يَغۡتَبْ بَّعۡضُكُمۡ بَعۡضًا(سورہ الحجرات آیت12)

والمؤمن ينبغي أن يحمل كلام أخيه المسلم على أحسن المحامل ، وقد قال بعض السلف : لا تظن بكلمة خرجت من أخيك سوءا وأنت تجد لها في الخير محملا .

فمن حق العلماء: إحسان الظن بهم؛ فإنه إذا كان من حق المسلم على المسلم أن يحسن الظن به ، وأن يحمل كلامه على أحسن المحامل، فمن باب أولى العالم

خلاصہ:

قرآن وحدیث میں حکم ہے کہ بدگمانی غیبت تجسس سے بچا جائے، اچھا گمان رکھا جائے اسی وجہ سے واجب ہے کہ مذمت تکفیر تضلیل تفسیق اعتراض کے بجائے عام مسلمان اور بالخصوص اہلبیت صحابہ اسلاف صوفیاء و علماء کے کلام. و. عمل کو

حتی الامکان

اچھے محمل، اچھے معنی، اچھی تاویل پے رکھا جائے

(دیکھیے فتاوی حدیثیہ 223/1... فتاوی العلماء الکبار فی الارہاب فصل 3... فہم الاسلام ص20...الانوار القدسیہ ص69)

.

، قال عمر رضی اللہ عنہ

ولا تظنن بکلمۃ خرجت من مسلم شرا وأنت تجد لھا فی الخیر محملا

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں

مسلمان کوئی بات کرے اور آپ اس کا اچھا محمل و معنی پاتے ہوں تو اسے برے معنی پر محمول ہرگز نہ کریں

(جامع الاحادیث روایت 31604)

.

سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یہ نکتہ بھی یاد رہے کہ بعض محتمل لفظ جب کسی مقبول سے صادر ہوں بحکمِ قرآن انہیں "معنی حسن" پر حمل کریں گے، اور جب کسی مردود سے صادر ہوں جو صریح توہینیں کر چکا ہو تو اس کی خبیث عادت کی بنا پر معنی خبیث ہی مفہوم ہوں گے کہ:

کل اناء یترشح بما فیہ صرح بہ الامام ابن حجر المکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

ہر برتن سے وہی کچھ باہر آتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے...

(فتاوی رضویہ: ج29، ص225)

.

اہل عرف سے مراد اہل سنت کا عرف ہے نا کہ شیعہ نجدیوں کا عرف کہ شیعہ کے عرف میں سیدنا امیر معاویہ کہنا بھی اہلبیت کی بے ادبی ہے جبکہ یہ اہلسنت کے بچے بچے کی زبان زد عام ہے..... مفتی چمن زمان نے جو کہا کہ اہل عرف نے بے ادبی سمجھا سراسر

جھوٹ ہے اہلسنت نے بے ادبی نہیں سمجھا اگرچہ چونکا دینے والی بات لگی مگر یہ نہین سمجھا کہ جلالی نے کوئی گستاکانہ جملہ بولا...چونکا دینے والی بات اس لیے کہ یہ ایک نئ بات سنی گئ...سچے عالم مجتھد کا کوئی شاذ چونکا دینے والی بات کہنا اسلاف سے ثابت ہے پڑہیے قسط 5 جو کہ بے ادبی گستاخی نہیں زیادہ سے زیادہ نامناسبیت خلاف اولی شاذ و تفرد کہا جاتا....البتہ شیعہ رافضی و رافضیت زدہ عرف نے بے ادبی ضرور سمجھا جو کہ نامعتبر عرف ہے....

.

جب سے سیدنا معاویہ کے عرس کا معاملہ حالیہ سالوں میں چل نکلا ہے تو اکثر عوام اہلسنت جانتی ہے کہ خطاء کا ایک معنی خطاء اجتہادی ہے جو سیدنا معاویہ سے ہوئی..لیھذا سچے عالم سے مسلہ علمیہ میں علمی ماحول میں کہے گئے لفظ خطاء کو عوام و عرف اہلسنت گالی گستاخی بے ادبی نہیں سمجھے بلکہ عوام پر واجب کہ وہ علمی ماحول میں سچے محب اہلبیت وصحابہ سے بولے گئے لفظ خطاء کو گالی بے ادبی نہ سمجھے

.

ایک تو ہم نے معتبر کتب سے ثابت کر دیا کہ علمی حلقہ میں کوئی سچا مسلمان خطاء بولے تو واجب ہے کہ خطاء اجتہادی مراد لی جائے...

.

دوسرا ہم نے ثابت کر دیا کہ حلقہ اہل علم میں خطاء کی کئ اقسام ہیں خطاء خطاء اجتہادی کا احتمال رکھتا ہے لیھذا چمن زمان کا کہنا کہ احتمال نہیں رکھتا جھوٹ خیانت بغض تعصب غلو ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے....؟؟ محقق زماں کو خطاء کے کئ معنی معلوم نہ ہوں ایسا بظاہر نہیں لگتا

.

تیسرا یہ کہ بالفرض محال چمن زمان کی بات مان لی جائے کہ خطاء سے مراد ہمیشہ برا معنی ہی مراد ہوتا ہے تو انکے قاعدے کہ عرف بدلتا رہتا ہے سے ثابت ہو رہا ہے کہ حالیہ چند سالوں میں خطاء اجتہادی عرف عام میں مشھور و معروف ہو چکا ہے لیھذا اس حالیہ عرف کی وجہ سے خطاء سے مراد خطاء اجتہادی ہے جو کہ نہ تو بے ادبی ہے نہ گستاخی نہ کفر نہ گمراہی.....لیھذا چمن زمان کی عرف عرف کی رٹ کا پول بھی کھل گیا.....فللہ الحمد

.

نوٹ:

میرے مطابق سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حق پر کہنا چاہیے کہ صحیح حدیث ان کے حلق پر ہونے پے دلالت کرتی ہے... لیکن سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنھا کو خطاء اجتہادی پر نہیں کہنا چاہیے بلکہ سکوت کرنا چاہیے کہ کوئی صحیح روایت میرے علم میں نہیں کہ جس میں ہو کہ سیدہ نے ایت میراث سے استدلال کیا ہو اور ایسی بھی روایت میرے علم میں نہین کہ سیدہ کو حدیث لا نورث معلوم ہی نہ تھی.... لیھذا سکوت ہی بہتر مگر جو سچا محب اہلبیت و صحابہ مجتہد عالم اگر دلائل کے دلالت و اشارے سے خطاء اجتہادی کی نسبت کرے تو بے ادبی گستاخی نہیں کہہ سکتے زیادہ سے زیادہ نامناسب و خلاف اولی شاذ و تفرد کہا جا سکتا ہے

.

نوٹ:

اجتہادی خطاءیں گنوانا نہ ہمارا شوق ہے نہ پسندیدہ موضوع مگر محبت کی آڑ میں حق سچ نصوص و عباراتِ اسلاف کو جھٹلایا جائے... جھوٹ کو محبت کہا جائے تو حق سچ واضح کرنا لازم

.

القرآن.. ترجمہ:

حق سے باطل کو نا ملاؤ اور جان بوجھ کر حق نہ چھپاؤ

(سورہ بقرہ آیت 42)

.

الحدیث.. ترجمہ:

خبردار...!! جب کسی کو حق معلوم ہو تو لوگوں کی ھیبت

(رعب مفاد دبدبہ خوف لالچ) اسے حق بیانی سے ہر گز نا روکے

(ترمذی حدیث 2191)

.

الحدیث.. ترجمہ:

حق کہو اگرچہ کسی کو کڑوا لگے

(مشکاۃ حدیث 5259)

.

جو حق (بولنے، حق کہنے، حق سچ بتانے) سے خاموش رہے وہ گونگا شیطان ہے

(رسالہ قشیریہ 245/1)

.

الحدیث:

متنطعون (تعریف تنقید تقریر تحریر وغیرہ قول یا عمل میں غلو و مبالغہ کرنے والے) ہلاکت میں ہیں (مسلم حدیث 6784)

بعض انبیاء کرام صحابہ اہلبیت اسلاف سے مطلقا اجتہادی خطاء کی نفی کرنا حق سچ کے خلاف ہے، جھوٹی تعریف اور غلو نہیں تو اور کیا ہے...؟؟

بے ادبی جرم مگر تعریف میں حد و سچائی بھی لازم

مفتی چمن زمان کی کتاب محفوظہ پر تبصرہ

قسط 7: (آخری)

مفتی چمن زمان لکھتے ہیں الملفھوم: بدعت کو ثواب سمجھے تو کفر اور خطیب مذکور (جلالی) ایسا ہی سمجھتے ہیں مگر تاویل ممکن اس لیے جلالی کافر نہیں گمراہ اور گمراہ گر ہے....اور لکھتے ہیں گناہ صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے

جلالی بھی مصر ہے اس لیے گناہ (دیکھیے محفوظہ ص 264 تا 280)

.

تبصرہ:

پہلی بات:

ہم پچھلی اقساط میں ثابت کر چکے کہ علمی حلقے میں علمی مسلے میں علمی بندے سے ضرورتا سیدہ فاطمہ کو مسلہ فدک میں دلائل کے دلالت واشارات سے غیر دوامی خطاء منسوب کرنااور لامحالہ خطاءاجتہادی شرعا عرفا مراد تھی اور مفتی محقق مجتہد جلالی نے اپنی نیت و مراد بھی واضح کردی کہ خطاءاجتہادی مراد تھی

تو

یہ نسبت خطاء نہ تو بدعت ہے نا صغیرہ گناہ اور نا ہی اس پر اصرار ممنوع...جی ہاں جلالی صاحب اپنا موقف بتانے کے لیے وضاحت و اثبات کرنے کے لیے اجتہادی خطاء بار بار منسوب کریں تو بھی مزموم نہیں کہ علمی حلقے میں مباح یا تفرد و شاذ کا تکرار مذموم ہو میرے علم میں نہیں......چمن زمان کا بدعت گمراہیت وغیرہ بہت کچھ جلالی پے فٹ کرنا بیکار بلکہ ثابت ہو چکا کہ کارِ مکار و فجار الا یہ کہ چمن زمان کی کم علمی یا غفلت ہو..... مگر توبہ رجوع تو ہر حال میں چمن زمان پے لازم

.

اصرار کی بات بھی چمن زمان کا جھوٹ لگتا ہے کیونکہ جہاں تک میری معلومات ہے جب سے ناحق مذمت ہوئی اور اکابر نے جلالی کو معروضات و مشورے دیے تب سے ایک دو دفعہ کے علاوہ مفتی جلالی نے سر عام خطاء کا تکرار ہی نہیں کیا...جب تکرار نہیں تو اصرار نہیں...اصرار نہین تو گناہ نہیں

.

وَفِي شَرْحِ الْمَنَارِ لِابْنِ نُجَيْمٍ عَنْ التَّقْرِيرِ لِلْأَكْمَلِ أَنَّ حَدَّ الْإِصْرَارِ أَنْ تَتَكَرَّرَ مِنْهُ تَكَرُّرًا

کتاب شرح المنار میں کتاب التقریر کے حوالے سے منقول ہے کہ اصرار کی تعریف یہ ہے کہ تکرار ہو(بار بار ہو)

[ردالمحتار,457/2]

.

قال ابن عبد السلام: وحد الاصرار ھو أن تتکرر منہ الصغیرۃ تکرار

ابن عبد السلام نے کہا کہ اصرار کی تعریف یہ ہے کہ صغیرہ گناہ کا تکرار ہو(بار بار ہو)

[فتح المنعم شرح صحیح مسلم,288/1]

.

والاصرار علی الذنب اکثارہ

گناہ پر اصرار کا مطلب ہے کہ بار بار کرے کثرت سے کرے

[عون المعبود وحاشیۃ ابن القیم,265/4]

[مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح,1622/4]

بعض کتب میں اصرار سے مراد دوام لیا گیا ہے تو اس کے تحت بھی علامہ جلالی پر حرف نہیں آتا کہ جائز موقف بے ادبی گستاخی سے پاک موقف حتی کہ تفردو شاذ پر ڈٹے رہنا کوئی عیب و برائی نہیں ملاحظہ کیجیے قسط نمبر 5

اجتہادی خطاء کہنا بدعت اس لیے نہیں کہ اسکی اصل دلائل و حوالا جات کے دلالت و اشارے ہیں...جب اصل و دلیل ہو تو وہ بری بدعت نہیں حقیقتا بدعت نہیں اگرچہ بظاہر نیا عمل نیا کلام ہو

.

دراصل بدعت کی تعریف واضح الفاظ میں کسی آیت کسی حدیث میں نہیں آئی، جو لوگ یہ کہتے ہین کہ جو کام صحابہ کرام نے نہین کیا وہ بدعت ہے ہم انہیں چیلنج کرتے ہین کہ کسی حدیث میں یہ دکھادیں کہ بدعت وہ ہے جو کام صحابہ نے نا کیا ہو... چیلنج چیلنج...

کچھ لوگ کہتے ہین جو سنت نہین وہ بدعت ہے، یہ بھی ٹھیک نہیں کیونکہ قرآن و احادیث سے ثابت ہے کہ جو کام سنت نا ہو وہ جائز بھی کہلا سکتا ہے، سنت کے بعد جائز بھی ایک قیمتی چیز ہے، جائز بھی دین کی تعلیمات میں سے ہے.. سنت سنت کی رٹ لگانے کے ساتھ ساتھ جائز جائز کی رٹ لگانا بھی ضروری ہے..

پھر آخر بدعت ہے کیا.....؟؟

ایات احادیث میں غور کرکے بدعت کی تعریف اخذ کی گیٔ ہے جسے علماء کرام نے جامع انداز میں کچھ یوں بیان فرمایا ہے کہ :

المراد بھا ما احدث ولیس لہ اصل فی الشرع،، ویسمی فی عرف الشرع بدعۃ، وما کان لہ اصل یدل علیہ الشرع فلیس ببدعۃ

فالبدعۃ فی عرف الشرع مذمومۃ بخلاف اللغۃ

ترجمہ:

بدعت اس نئی چیز کو کہتے ہیں جسکی شریعت میں کوئی اصل نا ہو،، شریعت میں اسی کو بدعت کہا جاتا ہے

اور

جس نئے کام کی اصل ہو کہ اس پر شریعت رہنمائی کرے وہ تو بدعت نہیں، بدعۃ شریعت میں مذموم ہی ہوتی ہے" با خلاف لغت کے "(لغت و ظاہر کے حساب سے بدعت کی پانچ اقسام ہیں کچھ پر ثواب کچھ پے مذمت جیسے بدعت مباحہ بانیت حسن ثواب ہے بدعت واجبہ ثواب ہے، بدعت سیئہ پے مذمت ہے)

(فتح الباری 253/13

حاشیہ اصول الایمان ص 126

اصول الرشاد ص 64

مرعاۃ، عمدۃ القاری، مجمع بحار الانوار

فتح المبین، وغیرہ بہت کتابوں میں بھی یہی تعریف ہے

.

اجتہادی خطاءیں گنوانا نہ ہمارا شوق ہے نہ پسندیدہ موضوع مگر محبت کی آڑ میں حق سچ نصوص و عباراتِ اسلاف کو جھٹلایا جائے... جھوٹ کو محبت کہا جائے تو حق سچ واضح کرنا لازم

.

القرآن.. ترجمہ:

حق سے باطل کو نا ملاؤ اور جان بوجھ کر حق نہ چھپاؤ

(سورہ بقرہ آیت 42)

.

الحدیث.. ترجمہ:

خبردار...!! جب کسی کو حق معلوم ہو تو لوگوں کی ھیبت

(رعب مفاد دبدبہ خوف لالچ) اسے حق بیانی سے ہرگز نا روکے

(ترمذی حدیث2191)

الحدیث.. ترجمہ:

حق کہوا گرچہ کسی کو کڑوا لگے

(مشکاۃ حدیث5259)

جو حق (بولنے، حق کہنے، حق سچ بتانے) سے خاموش رہے وہ گونگا شیطان ہے

(رسالہ قشیریہ245/1)

الحدیث:

متنطعون (تعریف تنقید تقریر تحریر وغیرہ قول یا عمل میں غلو.و.مبالغہ کرنے والے) ہلاکت میں ہیں (مسلم حدیث6784)

بعض انبیاء کرام صحابہ اہلبیت اسلاف سے مطلقا اجتہادی خطاء کی نفی کرنا حق سچ کے خلاف ہے، جھوٹی تعریف اور غلو نہیں تو اور کیا ہے...؟؟

بے ادبی جرم مگر تعریف میں حد و سچائی بھی لازم

جو میرے صحابہ سے محبت رکھے تو یہ مجھ سے محبت ہے اسی وجہ سے میں اس سے محبت رکھتا ہوں (ترمذی حدیث3862) میرے اہل بیت سے محبت رکھو میری محبت کی وجہ سے (ترمذی حدیث3789) خبردار (محبت تعریف تنقید وغیرہ ہر معاملے میں) خود کو غلو (مبالغہ آرائی، حد سے تجاوز کرنے) سے دور رکھو (ابن ماجہ حدیث3029 شیعہ کتاب منتہی المطلب729/2)

✍تحریر: العاجز الحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر القادری الحنفی موضع سکھر سندھ پاکستان

facebook,whatsApp,telegram nmbr

03468392475